ید اللہ علی الجماعۃ ترمذی — لا جماعۃ الا بامارۃ دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حجۃ اللہ محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 19 | جمعۃ المبارک 6 تا 12 مارچ 2015ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس

حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس مورخہ 22 مارچ 2015ء بروز اتوار صبح 9:00 بجے مرکزی دفتر جامع مسجد قدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں طلب کرلیا ہے۔ ارکان کو انفرادی دعوت نامے ارسال کیے جارہے ہیں تاہم کسی وجہ سے اگر کسی رکن کو دعوت نامہ نہ مل سکے تو اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے پابندیٔ وقت کے ساتھ تشریف لائیں۔

واجرکم علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ

ایجنڈا:

(1) موجودہ ملکی صورتحال کا جائزہ اور جماعتی موقف

(2) گذشتہ سال کی تبلیغی مساعی

(3) اضلاع کی کارکردگی

(4) دیگر امور باجازت حضرت الامیر

مزید معلومات کے لیے مرکزی دفتر

042-37656730

0300-9476230

0300-8001913

ملتمس

پروفیسر میاں عبدالمجید

ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان

0301-7429291

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ۔ ''سیدنا عبیداللہ بن ابی رافع ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جس دن سیدہ فاطمہ ؓ نے حسن بن علی ؓ کو جنم دیا، آپ ﷺ نے ان کے کان میں نماز کے لیے کہی جانے والی اذان کی طرح اذان کہی۔'' (ترمذی کتاب الاضاحی باب الاذان فی اذن المولود جزء 5 ص 171 رقم الحدیث: 1514)

اسلام جسم انسانی کی طرح اس کی روح کی حفاظت بھی کرتا ہے، اسی لیے اسلام نے ہر اس کام کے کرنے کی ممانعت فرمائی ہے جو انسانی جسم اور روح کی صحت کے لیے مضر ہو کیونکہ روح کا نقصان جسمانی نقصان سے زیادہ مضر اور خطرناک ہوتا ہے، چنانچہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے تاکہ بچے کو اسی فطرت پر رکھا جاسکے جس پر وہ پیدا ہوا ہے اور والدین کی طرف سے ایک طرح کا یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہم نے بچے کو فطرت اسلام سے نہیں پھیرا۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودیت، نصرانیت یا مجوسیت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔'' (مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد ج 8 جزء 16 ص 177 رقم الحدیث: 2658)

بچے کو فطرت اسلام سے پھیرنا والدین کا فعل بتلایا گیا ہے، اسی لیے بچے کی پیدائش کے بعد والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے کان میں اذان کہہ کر یہ ثابت کریں کہ ہم نے اپنے بچے کو فطرت اسلام پر ہی رکھا ہے، اس کے بعد بچے کا فطرت سے پھرنا ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی اپنی طرف سے ہوگا، اس کے علاوہ ایسے موقع پر اذان اس لیے بھی کہلائی گئی ہے تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ ہو جائے کیونکہ اذان کو سنتے ہی شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ۔ ''جب نماز کے لیے اذان ہوتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اسے اذان کی آواز سنائی نہ دے، اذان پوری ہو جانے کے بعد وہ واپس آتا ہے، جب اقامت ہوتی ہے تو پھر وہ بھاگتا ہے اور اس کے ختم ہو جانے کے بعد واپس آکر نمازی کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب السھو باب اذالم یدر کم صلی ثلاثا اواربعا ج 7 ص 38 رقم الحدیث: 1231) (بقیہ: ص 20)

جماعت اہل حدیث کے خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینجر: حافظ عبدالظاہر عاقب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	7
حدیث قرطاس اور اس کی حقیقت	9
شیعہ سنی تصادم کیوں؟	12

زرتعاون

فی پرچہ......10روپے
سالانہ......500روپے
بیرون ممالک 200ریال (امریکی 50ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

کیا دینی مدارس دہشت گرد پیدا کر رہے ہیں؟

اس اہم سوال کا جواب دینے سے قبل دینی مدارس کی ابتداء اور اس کی مختصر تاریخ کا جاننا ازحد ضروری ہے۔ مسلمانوں کی پہلی یونیورسٹی مسجد نبوی کے اندر صفہ کا وہ چبوترہ تھا جس کے معلم امام الانبیاء محمد مصطفی ﷺ تھے۔ اس درسگاہ کے متعلم اقامتی بھی تھے اور ڈے سکالر بھی تھے جو حصول تعلیم کے بعد اپنے گھروں میں چلے جایا کرتے تھے جیسے جیسے اسلامی مملکت کی حدود وسیع ہوتی گئیں ہر علاقے میں تعلیم کا انتظام حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کرتے رہے۔ خلفاء بنوامیہ اور بنوعباس میں یہ سلسلہ باقاعدہ مدارس کی شکل اختیار کر چکا تھا اور پھر فرمان رسول ﷺ خیرکم من تعلم القرآن و علمہ کے مطابق آئمہ فقہاء نے اپنی اپنی مسند درس بچھائی۔

آج ہمارے پاس تفاسیر مجموعہ احادیث اور کتب فقہ پر نیز تاریخ، سیرت اور فتاوی کا جو ذخیرہ ہے وہ اسلاف کی اسی درس و تدریس کا نتیجہ ہے۔ ابتداء میں یہ درسگاہیں مساجد سے ملحق کمروں پر مشتمل ہوتی تھیں انسانی ضروریات اور معاملات کے مطابق ان درسگاہوں میں تفسیر قرآن، احادیث، مسائل فقہ کے ساتھ ساتھ طب، قانون، ریاضی، الجبراء، کیمیا اور دیگر دنیاوی علوم کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان درسگاہوں نے جدید علوم کی ابتداء کی جس سے پہلے دنیا نا آشنا تھی۔ آج اکیسویں صدی میں جب انسان نے سائنس میں اس قدر ارتقاء حاصل کر لیا ہے کہ وہ آج بھی جابر ابن حیان کی رکھی ہوئی بنیاد سے ہی اخذ کیا ہوا ہے۔ آج ریاضی میں بنیادی اکائی صفر جس کے بغیر آپ علم ریاضی میں قدم نہیں رکھ سکتے اس صفر کی ابتداء ان دینی مدارس سے ہوئی ہے ورنہ لوگ صفر کے عدد سے ناواقف تھے۔

آج سائنس، فلسفہ، فلکیات، علم ارضیات، علم حیوانات، معدنیات غرضیکہ کوئی علم ایسا نہیں جس کی بنیاد مسلمانوں کی درسگاہوں سے نہ رکھی گئی ہو۔ انفرادی درسگاہوں سے پھر حکومتی سرپرستی میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہوا، سرکاری طور پر اساتذہ کی تقرریاں، عمارات، نصاب، تعمیر و مدون کیے گئے۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ نظام الملک طوسی کی سرپرستی کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے اس نصاب کو درس نظامی کا

نام دیا گیا۔اس نظام تعلیم کی مکمل تاریخ اور ثمرات میرا آج کا موضوع نہیں ہے اس کی تفصیل پھر کبھی پیش کروں گا۔

برصغیر میں جوں جوں اسلامی سلطنت زوال پزیر ہوتی گئی اس کا اثر ان مدارس پر بھی پڑا اور جب انگریز نے برصغیر پر ناجائز قبضہ کیا تو اس نے محسوس کیا کہ اس کا سب سے بڑا حریف مسلمان ہے۔ہندوؤں کو انگریز کے قبضے سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ مسلمانوں کی غلامی سے نکل کر انگریز کی غلامی میں چلے گئے تھے،مسلمانوں کو اگرچہ انگریز جسمانی طور پر زیر کر چکا تھا لیکن ان کے قلوب واذہان جو نور قرآن وحدیث سے منور تھے ان پر فتح پانا اس کے لیے ممکن نہ تھا چنانچہ لارڈ میکالے کی قیادت میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی جس کے ذمے یہ فریضہ سونپا گیا کہ مسلمانوں کے قلوب واذہان کو کس طرح فتح کیا جائے۔یہ لوگ کئی سال تک شہروں دیہاتوں میں کبھی مسافروں کے روپ میں اور کبھی تاجر بن کر ہوم ورک کرتے رہے،بالآخرانھوں نے سکولوں،کالجوں،یونیورسٹیوں کا تصور اور ساتھ ہی ان کے لیے ایسا نصاب جو دینی علوم سے یکسر خالی ہو اس مقصد کے لیے تجویز کیا۔اس تعلیم کے ذریعے سرکاری ملازمتوں کا لالچ اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگی کا فریب دیا گیا۔

برطانوی پارلیمنٹ میں جب لارڈ میکالے نے یہ خاکہ پیش کیا تو اس پر اعتراض کیا گیا کہ ان تعلیمی درسگاہوں پر اتنا زرکثیر خرچ کرنے کے باوجود کوئی مسلمان طالب علم عیسائی نہیں بنے گا،اس کا جواب اس نے یہ دیا تھا کہ یہ درست ہے کہ اس نصاب کو پڑھ کر کوئی مسلمان عیسائی نہیں بنے گا لیکن ان اداروں سے یہ نصاب پڑھ کر کوئی مسلمان بھی نہیں رہے گا۔ان اداروں کے بارے میں مسلمان علماء ومفکرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔میں علامہ اقبال اور اکبرالہ آبادی کے تین اشعار پر اکتفا کرتا ہوں جنھوں نے اس زہر ہلال سے مسلمانوں کو باخبر کیا۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا	کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ (اقبال)
یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا	افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی
تہذیب مغرب کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر	جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے (اکبرالہ آبادی)

ان حالات میں اپنے دل میں دین اور دینی علوم سے محبت رکھنے والے ہمارے اسلاف نے اپنے اپنے حصے کی شمع جلانے کی فکر کی بے سروسامانی اور وسائل کی کمیابی بلکہ نایابی کے ماحول میں ان درسگاہوں کا آغاز کیا۔ان لوگوں کے خلوص،للّٰہیت،تقویٰ کی داستانیں پڑھیں تو آج بھی آنکھیں آنسو برسانا شروع کر دیتی ہیں۔مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ دن بھر طلباء کو تعلیم دینے کے بعد رات کو ریلوے اسٹیشن پر قلی کی مزدوری کرنے چلے جاتے۔ٹرین رات بارہ بجے آتی تھی،خود سوچیے کہ دن بھر بچوں کو تعلیم دے کر نماز عشاء سے فراغت کے بعد اسٹیشن پر جاتے،آدھی رات کے بعد لوگوں کے گھروں میں ان کا سامان پہنچا کر یا تانگے تک پہنچا کر وہ شخص جس نے کبھی تہجد نہ چھوڑی ہو اسے نیند کے لیے کون سا وقت ملتا تھا؟لیکن ایک طرف دینی اقدار کو مٹانے والے حکومتی وسائل استعمال کرتے تھے۔

ان حالات میں قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ کے فریضے کی ادائیگی نے ان سے ان کی نیندیں چھین لی تھیں۔طلباء کے لیے مسلمان گھرانوں سے روٹی کی بھیک مانگتے تھے کہ صاحب حیثیت ایک طالب علم کے کھانے کی ذمہ داری قبول کرلیں۔سردیوں کی ایک رات میں بارش برس رہی تھی کہ ٹرین آگئی،ایک نابینا جس کے پاس ایک صندوق تھا،قلی،قلی کی آوازیں دینے لگا،سید نزیر حسین اس کے پاس گئے،نابینے نے کہا کہ میرا صندوق اٹھا کر یہاں سید نذیر حسین کا مدرسہ ہے مجھے وہاں پہنچا دو،سید صاحب نے صندوق اٹھایا اور اس خیال سے کہ آنے والے مہمان کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہوسکے،بغیر معاوضہ لیے یہ کہہ کر چلے گئے کہ کسی طالب علم کو جگا لو،تمہارے سونے کا انتظام کر دے گا۔

صبح جب سید صاحب نے مسجد میں داخل ہو کر السلام علیکم کہا تو یہ نابینا پہچان گیا کہ یہ تو رات والا قلی ہے۔نماز کے بعد وہی نابینا حاضر ہوا کہ میں حدیث پڑھنے کے لیے پنجاب کے دور دراز کے علاقے سے آیا ہوں،سید صاحب نے فرمایا میں کوشش کروں گا اگر کسی گھر سے تمہارے کھانے کا بندوبست

ہو گیا تو تمہیں داخلہ مل جائے گا۔ تین دن کوشش کے باوجود انتظام نہ ہو سکا تو آپ نے اس طالب علم سے کہا کہ آپ کے کھانے کا انتظام نہیں ہو سکا، آپ واپس چلے جائیں۔ وہ نابینا رونے لگا اور روتے روتے کہا کہ حضرت ایک گزارش ہے فرمایا کیا؟ کہا کہ آپ اپنے شاگردوں سے کہیں کہ جب وہ کھانا کھائیں تو بغیر سالن کے ایک ایک نوالہ میرے لیے چھوڑ دیا کریں میں دو وقت ان خشک نوالوں سے گزارا کر لوں گا، طلباء مان گئے، یہ نابینا ان نوالوں کو لوٹے میں پانی ڈال کر اس میں بھگو لیا کرتا اور یوں علم حدیث حاصل کرتا رہا۔ یہ حافظ عبدالمنان وزیرآبادیؒ تھے آج پاکستان میں الحمدللہ اہلحدیث عالم کم ہوں گے جو بالواسطہ ان کے شاگرد نہ ہوں۔

یہ داستانیں بہت طویل ہیں، لکھوی خاندان، غزنوی خاندان، روپڑی خاندان اور انفرادی طور پر علماء سلف نے ان نامساعد حالات میں قرآن وحدیث کی کرنوں سے برصغیر کو منور کیا۔ ایک طرف بے سروسامانی تھی اور دوسری طرف خفیہ پولیس والے ہروقت سائے کی طرح چمٹے رہتے تھے۔ ناکردہ گناہوں کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں ہی نہیں کالا پانی اور پھانسی کے پھندے بھی تیار ہوتے تھے۔ بلاشبہ دوسرے مسالک کے علماء نے بھی اپنی اپنی درسگاہیں ایسے ہی مشکل حالات میں برقرار رکھی ہوں گی لیکن اہلحدیث کے لیے تو امتیازی قوانین ہوتے تھے۔

یہ دینی مدارس وطن عزیز کی آزادی کے بعد بھی سرکاری سرپرستی سے محروم مخیر حضرات کے زکوٰۃ وصدقات اور عطیات سے چل رہے ہیں، بدقسمتی سے وطن عزیز میں ایک طبقہ ایسا موجود رہا ہے جو اپنی زبان وقلم سے ان مدارس پر نکتہ چینی کو اپنا منصبی فریضہ سمجھتا ہے۔ کبھی رجعت پسندی، بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے، کہیں فقہی اور مسلکی اختلافات کو ان مدارس کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ ادھر یہود وہنود بھی دینی مدارس کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ بہت سال پہلے بی بی سی نے ایک ڈاکومنٹری فلم بنائی تھی جس میں چھوٹے چھوٹے بچے مل مل کر قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور ان کے پس منظر میں آگ جلتی دکھائی گئی تھی کہ ان بچوں کو ابھی سے دنیا میں آگ لگانے اور دہشت گردی کے لیے تیار کیا جارہا ہے۔

عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ حتیٰ کہ تمام غیر مسلم طاقتیں ان دینی مدارس سے خوفزدہ ہیں وہ قوتیں سمجھتی ہیں کہ یہ اسلام کی چھاؤنیاں ہیں۔ اسلام ان ہی کے ذریعے غالب آئے گا چنانچہ یہ قوتیں ہر دور حکومت میں حکمرانوں پر دباؤ ڈالتی ہیں کہ ان مدارس کو کنٹرول کریں۔ ممکن ہے کہ کسی مدرسہ سے ناپسندیدہ عمل ہوا ہو، ممکن ہے کہ وہ دہشتگردی میں ملوث ہو۔

ابھی ایک مہینہ نہیں گذرا کہ لاہور میں ایک ہزار من گدھوں کا گوشت پکڑا گیا جو لوگوں کو فروخت کرنے کے لیے گھائے بھینس کا گوشت بنا کر لایا گیا تھا۔ مردہ جانوروں بلکہ کتوں تک کے گوشت فروخت کرنے کی خبریں ملتی ہیں، کیا پورے ملک میں قصابوں کی دکانیں بند کر دی جائیں؟

پورے ملک میں جائزہ لیں، غلہ منڈیاں اور کریانہ سٹور ملاوٹ سے بھرے پڑے ہیں، کیا کریانہ سٹور، غلہ منڈیاں بند کروی جائیں؟ کوئی تھانہ یا کوئی سرکاری دفتر ایسا نہیں جہاں دیدہ دلیری سے رشوت نہ لی جاتی ہو؟ کیا پورے ملک کے تھانے اور دفاتر ختم کر دیے جائیں؟ پارلیمنٹ کے ارکان کی سینٹ الیکشن میں بولیاں پورے ملک کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ خود وزیراعظم تشویش میں مبتلا ہیں کہ ہارس ٹریڈنگ کو کیسے روکیں؟ پارلیمنٹ ختم کر دی جائے؟

جب تمام مارکیٹیں، دفاتر، پارلیمنٹ اخلاقی تنزل کا شکار ہیں تو ان کو ختم کرنے کی بجائے ان کی اصلاح کی فکر کی جاتی ہے تو دینی مدارس و مسالک میں بھی اگر کہیں خامی ہے تو اسے درست کیا جائے۔ فرقہ واریت کب قتل وغارت تک پہنچتی ہے جب ایک فرقے کا جلوس دوسرے فرقے کی مسجد کے سامنے جا کر اشتعال پیدا کرتا ہے اس کا سیدھا سادھا اور آسان حل یہ ہے کہ تمام دینی جماعتوں کے قائدین کو بلا کر حکومت یہ پابندی عائد کر دے کہ مسلک کے نام پر جلوس بند کر دیے جائیں، اپنی اپنی عبادت گاہوں اور اپنے اپنے گھروں میں کوئی ماتم کرے، کوئی چراغاں کرے کسی کو کیا اعتراض؟ حکومت کے پاس بے شمار خفیہ ایجنسیاں ہیں اگر کسی مدرسے کے تہہ خانوں میں اسلحہ ہے یا کسی مدرسے میں کوئی دہشت گرد چھپے ہیں تو انہیں باہر نکالے اور مدرسہ سیل کر دے۔ (بقیہ: ص 6)

الاستفتاء

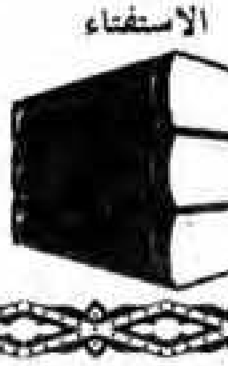

حافظ عبدالوہاب روپڑی

چیز کو اُدھار مہنگے داموں فروخت کرنا اور پھر اُسے نقد سستے داموں خریدنے کا شرعی حکم

سوال: میں پیشہ تجارت سے منسلک ہوں اور میری مالی حالت متوسط ہے اس لیے بسااوقات مجھے تجارت میں دوسرے لوگوں سے تعاون حاصل کرنا پڑتا ہے، اس تعاون کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ بازار میں ایک چیز کسی سے اُدھار ایک ہزار روپے میں خرید لیتا ہوں اور اس کی ادائیگی میں نے دو یا تین ماہ بعد کرنی ہوتی ہے، پھر وہی چیز مجھ سے سستے داموں یعنی آٹھ سو روپے نقد میں وہی آدمی خرید لیتا ہے جس سے میں نے وہ ایک ہزار روپے میں خریدی تھی، اس طرح میں اس چیز سے حاصل ہونے والی نقد قیمت کو اپنے کاروبار میں لگالیتا ہوں اور حسب وعدہ پھر اپنا اُدھار چکاتا ہوں، اس طرح کرنے سے مجھے کاروبار کرنے کیلیے رقم میسر آجاتی ہے اور دوسرے فریق کو نفع حاصل ہوجاتا ہے تو کیا تجارت کی یہ صورت شرعاً جائز ہے یا نہیں

سائل: حافظ محمد وقاص، برانڈرتھ روڈ لاہور

الجواب بعون الوہاب: اسلام نے پیشہ تجارت کو ایک بابرکت پیشہ قرار دیا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ اور اکابر صحابہ کرامؓ بھی اسی پیشہ کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ ﷺ نے ایک سچے، امین اور دیانتدار تاجر کا مقام بتلاتے ہوئے اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء کا ساتھی قرار دیا ہے، اس مقام پر تاجر اس وقت فائز ہوگا جب وہ اپنے تمام تر تجارتی معاملات کو شریعت مطہرہ کے وضع کردہ سنہری اصولوں کے مطابق سرانجام دے گا، اس وقت اس کی تجارت یقیناً بابرکت اور عبادت پر مشتمل ہوگی۔ ایک مسلمان امین اور دیانتدار تاجر کبھی اپنی تجارت میں ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرتا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو اور نہ ہی وہ کسی حرام چیز کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے جائز قرار دینے کی کوشش کرے گا کیونکہ یہود ملعون اسی لیے ہوئے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو مختلف حیلوں سے حلال کرنے کی کوشش کی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، ان پر چربی حرام کی گئی تھی لیکن انھوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کرکے اس کی قیمت کو کھایا۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ج14 ص65 رقم الحدیث: 3460 مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم بیع الخمر ج6 جزء 11 ص 7 رقم الحدیث: 1582)

یہودیوں نے چربی کو پگھلانے کے بعد اسے فروخت کرکے اس کی قیمت کو کھایا یہ ایک حرام کو حلال کرنے کا حیلہ تھا کیونکہ پگھلی ہوئی چربی پر شحم کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ اسے ودک کہا جاتا ہے وہ ایک حیلہ کے ذریعے حرام کو حلال کرنے پر معتوب اور ملعون قرار دیے گئے، اس سے ثابت ہوا کہ حرام چیز کو کسی حیلہ سے حلال نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ اپنی اصلی حرمت پر قائم رہے گی۔ سوال میں مذکورہ بیع کو شرعی اصطلاح میں بیع عینہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز کو مقررہ قیمت پر معین وقت کے لیے فروخت کرے اور معیاد پوری ہونے پر خریدار سے وہی چیز کم قیمت پر خرید لے۔ (سبل السلام کتاب البیوع باب الربا جزء 5 ص 102)

بیع عینہ کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ

وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ. جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی میں راضی ہو جاؤ گے اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دیں گے اور وہ اس ذلت کو تم سے اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں لوٹ آؤ گے (ابوداود کتاب اجارۃ باب فی النهی عن العینۃ ص 623 رقم الحدیث: 3462)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ایک عورت نے عرض کی کہ مجھ سے زید بن ارقمؓ نے آٹھ سو درہم میں اُدھار ایک غلام خریدا، پھر وہی غلام میں نے ان سے چھ سو درہم میں نقد خرید لیا، سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: تم نے بہت بُری خرید و فروخت کی ہے۔ (بیہقی کتاب البیوع باب الرجل بیع الشیی الی اجل ج 5 ص 840 رقم الحدیث: 10799 دارقطنی کتاب البیوع ج 2 ص 650 رقم الحدیث: 2970 مصنف عبدالرزاق کتاب البیوع باب الرجل بیع السلعۃ ثم یرید اشترأھا بنقد ج 8 ص 184 رقم الحدیث 14812-14813)

صورت مسئولہ میں ایک چیز کا کسی سے اُدھار خریدنا پھر وہی چیز اصل مالک کو کم قیمت پر نقد فروخت کر دینا بیع عینہ کہلاتا ہے اور شریعت نے اس بیع کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں سود کی شکل پائی جاتی ہے، حقیقت میں بیع عینہ سود کو حلال کرنے کا ایک حیلہ اور ذریعہ ہے اور حرام چیز کو حلال کرنے والے تمام حیلے بھی حرام ہوں گے، اس لیے سائل کو اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرتے ہوئے ایسی بیع سے فوراً توبہ کر لینی چاہیے کیونکہ اسی میں اس کے لیے خیر و بھلائی ہے۔ یہ بیع سود کے زمرے میں آتی ہے اور سود کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔

بقیہ: اداریہ

فوج نے دہشت گردوں کے خلاف ''ضربِ عضب'' آپریشن شروع کیا۔ تمام دینی جماعتوں نے اپنی فوج کی حمایت کی، دہشت گردی کے خلاف ہر آپریشن کی دینی جماعتوں نے حمایت کی۔ حکومت نے لاؤڈ سپیکر پر پابندی عائد کی جماعت اہلحدیث اس کی مکمل حمایت کرتی ہے لیکن اگر خطیب کراچی میں خطبہ دے رہا ہے اور اسی جمعہ کے خطبہ کے بارہ میں لاہور میں اس پر ایمپلی فائر ایکٹ کی خلاف ورزی پر پرچہ درج کیا جائے تو اس پر پولیس افسر کے خلاف بھی تو کاروائی کریں؟

مسجد دارالسلام اہلحدیث نیوملتان میں ایمپلی فائر ایکٹ کے تحت پرچہ درج ہوا، پولیس آفسر لکھتا ہے کہ میں معمول کے گشت پہ تھا جب اس مسجد کے سامنے سے گزرا تو پروفیسر میاں عبدالمجید اور ڈاکٹر محمد اختر اردو زبان میں خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ میں نے عدالت میں مجسٹریٹ کو کہا کہ ایک ہی مسجد ایک ہی جماعت بیک وقت دو خطیب کیسے تقریر کر رہے تھے۔ مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ اس سے بڑا شاہکار سنئے، پولیس آفسر لکھتا ہے کہ میں فلاں تاریخ کو فلاں مسجد کے سامنے سے گزرا، فلاں خطیب صاحب اردو میں خطبہ جمعہ دے رہے تھے، جب ملزم مولانا عدالت میں پیش ہوئے اور کیلنڈر دیکھا تو منگل کا دن تھا۔ حکومت مدارس کی رجسٹریشن کرے ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ان تو توں کو بھی لگام دے جو رات دن ان دینی مدارس کو تضحیک کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

جناب والا یہ ان دینی مدارس کی برکت ہے کہ یہاں سے فارغ التحصیل طلباء تمھیں نماز پڑھا رہے ہیں، جمعے اور عیدین پڑھا رہے ہیں، تمھارے نکاح پڑھا رہے ہیں، تمھارے مردوں کے جنازے پڑھا رہے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کبھی سروے کرائیں ان دینی مدارس کے علاوہ کیا عام پبلک میں پانچ فیصد لوگوں کو بھی نماز جنازہ کی دعا یاد ہے؟ وطن عزیز میں یہ مدارس لاکھوں کی تعداد میں طلباء کو کھانا، کپڑے، علاج معالجہ کی سہولتیں، ہاسٹل، کتب سب کچھ مفت مہیا کر کے قرآن وسنت کی تعلیم سے بہرہ ور کر رہے ہیں۔ اگر ان کی سرکاری سرپرستی نہیں تو ان کو خوف و ہراس میں مبتلا نہ کریں۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 53)

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ. وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ. ''بیشک وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا، جلد ہی ان کے رب کا غضب ان پر آن پہنچے گا اور (انھیں) دنیا کی زندگی میں ذلت نصیب ہوگی اور ہم بہتان باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (152) اور وہ لوگ جنھوں نے برے عمل کیے پھر ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے، بیشک آپ کا رب اس کے بعد (انھیں معاف فرمادے گا کیونکہ) وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔(153)''

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات کریمہ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی پر قوم کی حالتِ زار پر افسوس اور ہارون علیہ السلام سے جواب طلبی اور اپنے بھائی ہارونؑ کے لیے طلب مغفرت کا ذکر تھا اور ان آیات میں مشرکین کی مذمت اور توبہ کرنے والوں کی قبولیت توبہ کو بیان کیا گیا ہے۔

التوضیح

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ.

موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد بنی اسرائیل کے تین گروہ ہو گئے: (1) بچھڑے کی پوجا کرنے والے (2) بچھڑے کی پوجا نہ کرنے والے اور اس قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ روکنے والے یہی لوگ خود کو غیر جانبدار قرار دیتے تھے (3) بچھڑے کی خود بھی عبادت نہ کرنے والے اور اس قبیح فعل کے مرتکبین کو اس سے منع کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے کے لیے ایک کڑی شرط عائد کردی کہ انھیں قتل کر دیا جائے اور انھیں قتل کرنے والے وہ لوگ ہوں کہ جو گائے کی پوجا سے خود بھی بچے اور لوگوں کو اس شرک سے منع بھی کرتے رہے۔ درحقیقت عہد رسالت میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد یہود قبائل (بنو قریظہ اور بنو نضیر) کو تنبیہ کی گئی کہ اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ترک نہ کی اور دین حق سے اعراض کیا تو تم بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح ذلیل اور رسوا ہو جاؤ گے۔ جب یہ مخالفت سے باز نہ آئے تو ان قبائل سے بعض قتل ہوئے بعض جلاوطن اور بعض سے جزیہ وصول کیا گیا۔

یہود اور دورِ حاضر

دور حاضر میں بھی یہودیوں کی سرکشی اور بغاوت انتہاء کو پہنچ چکی ہے، ان کے مظالم انسانیت کی تمام حدوں کو عبور کر چکے ہیں اور وہ اپنی ان کرتوتوں کی بناء پر لوگوں کے دلوں میں اپنے لیے نفرت کے بیج بو رہے ہیں جیسا کہ فلسطین میں ان کے ظلم وستم پوری دنیا کے سامنے عیاں ہیں اور یہ ان کی دائمی حالت نہیں بلکہ عارضی ہے، یہ اس لیے کہ ان کے مقابلہ میں مسلمان مؤمن اور دین دار نہیں وہ مختلف قوموں اور جھنڈوں تلے جمع ہیں، انھوں نے ایک اسلامی جھنڈے یعنی عقیدے کے جھنڈے سے اعراض کیا ہے اسی لیے یہود ان کو قتل کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ مسلمان ایک جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور یہود کو ان کے اصل مقام ذلت کی طرف دھکیل دیں گے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لکھ دی ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر افتراء باندھنے والوں کی جزا دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہے۔امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بدعت کی ذلت بدعتی کے کندھوں پر ہوتی ہے۔سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی کے مقدر میں ذلت لکھ دی گئی ہے۔(تفسیر المنار ج9 ص159)امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں کہ ہر بدعتی کے سر پر اس کی ذلت ہوتی ہے۔

(تفسیر قرطبی ج9 ص345)

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نافرمانی پر نادم ہونے اور اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف رجوع کرنے والوں کو خوشخبری کی نوید سنائی ہے۔بندہ سچی توبہ کرنے کے بعد آخرت میں اس جرم سے پاک وصاف ہو جاتا ہے جس کا پھر اس سے سوال نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ بنی اسرائیل کی اس طرح توبہ کرنے کے بعد انہیں اس جرم کی آخرت میں باز پرس نہ ہوگی۔اسی لیے فرمایا کہ جنھوں نے گناہوں کے بعد خالص و سچی توبہ کی اور اپنے رب پر صحیح معنوں میں ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ ان کے جرائم کو اپنی رحمت سے معاف کرنے والے ہیں۔

توبہ کے بعد اس جرم کے دوبارہ ارتکاب سے بچنے والا عقل مند کہلاتا ہے اور اس کا مرتکب بے وقوف کہلائے گا جیسا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ مومنوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ''ان میں سے جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے'' اس نے پھر سوال کیا کہ ایمان والوں میں سے سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَاَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اِسْتِعْدَادًا۔ اُولٰٓئِكَ الْاَكْيَاسُ۔ ''جوان میں سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لیے خوب تیاری کرنے (توبہ و استغفار وغیرہ) کرنے والا ہے یہی سب سے زیادہ عقلمند ہے۔'' (صحیح الترغیب والترهیب کتاب التوبة والزهد باب الترغیب فی ذکر الموت ج3 ص304 رقم الحدیث: 3335 صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے پھر بعد میں اسی سے شادی کر لے تو کیا یہ جائز ہے؟ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے جواب میں دس مرتبہ یہی آیت پڑھی، آپؓ نے نہ تو ایسے کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی اس سے منع کیا۔(تفسیر ابن ابی حاتم ج4 ص192 رقم الحدیث: 9046)

اخذ شدہ مسائل

(1) اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی لکھی گئی ہے (2) شرک اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نافرمانی ہے اور یہ انسان کو رحمت الٰہی سے دور کرتا ہے (3) دین میں نئے کام کے اجراء کو بدعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے انھیں اپنی ذات پر افتراء باندھنے والے قرار دیا ہے (4) اگر کوئی انسان برائی کرنے کے بعد اس پر نادم ہو اور صدق دل سے سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں (5) توبہ سے معاف کیے گئے گناہ کے متعلق آخرت کو باز پرس نہ ہوگی۔

دعائے صحت

ممتاز و معروف عالم دین قاری المقری فضیلۃ الشیخ محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ گذشتہ دنوں سے کافی بیمار ہیں۔ قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔آمین

(دعا گو: قاری فیاض احمد مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور)

ضرورت رشتہ

ایک نیک و صالح لڑکی جس کی عمر 20 سال ہے کے لیے رشتہ درکار ہے، خواہش مند حضرات رشتے کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں۔

(رابطہ نمبر 0322-4388536)

حدیث قرطاس اور اس کی حقیقت

مفتی محمد عبیداللہ خاں عفیف

قسط نمبر 2

شعراء اور لفظ هجر

عربی، فارسی، اردو اور پنجابی شعراء لفظ ہجر کو جدائی اور فراق کے معنی میں لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ متنبی کہتا ہے

وحائن لعبت شم الرماح به
فالعيش هاجره والنسر زائره

(قافیہ ص192)

وان كان يبقى جوده من تليده
شبيها بما يبقى من العاشق هجر

(ایضاً ص194)

فارسی شاعر کہتا ہے:

درد ہجراں در دل من کمتر از یعقوب نیست
اوپسر گم کردہ است من پدر گم کردہ ام

''جدائی کا درد میرے دل میں حضرت یعقوب کے درد سے کم نہیں، انھوں نے اپنا جگر گوشہ کھویا اور میں نے اپنا والد۔''

مومن خان مومن کہتا ہے:

تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہوں گے

بابا ستار بخش کہتا ہے:

کدے نہ خیر گزار آئیاں جدھر اکھیاں شوق شکار گئیاں
بھانبھڑ بال کے ہجر دی نار والے میرے جگر کلیجے نوں ساڑ گئیاں

فضل شاہ کہتا ہے:

چیریں پڑن سولاں دوجی درد سولاں
تیجی ہجر ستائیاں سائیاں وے

دیکھیے ان عربی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار میں ہجر بہ معنی جدائی اور فراق ہی کے ہے۔ فتأمل ولا تكن من المعاندين.

قرآن اور لفظ هجر

لفظ ہجر نہ صرف ان مذکورہ چاروں زبانوں میں بالاتفاق جدائی اور فراق کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ قطع تعلق، چھوڑنے، علیحدگی، مفارقت اور جدائی ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، چار مقامات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ. ''اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمھیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو۔'' (النساء:34)

(2) یٰٓاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ''اس (آزر) نے جواب دیا کہ اے ابراہیم کیا تو ہمارے بتوں سے روگردانی کر رہا ہے سن! اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا اور ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ ہو جاؤ۔'' (مریم:46)

(3) وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا. ''اور رسول (ﷺ) کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری اُمت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔'' (الفرقان:30)

(4) وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا. ''اور جو کچھ وہ کہیں تو صبر کر اور وضع داری کے ساتھ ان سے الگ تھلگ رہ۔''

(مزمل:10)

لغت، اشعار اور قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ لفظ ہجر کے اصل معنی جدائی، قطع تعلق اور مفارقت ہیں۔ نامور شارح حدیث حافظ ابن حجر رقم فرماتے ہیں: ويحتمل ان يكون قوله أهجر فعلا ماضيا من

الهجر وسكون الجيم والمفعول محذوف اى الحيات وذكره بلفظ الماضي مبالغة لما رأى من علامات الموت. ''یہ احتمال ہے کہ یہ لفظ فعل ماضی ہو اور مفعول محذوف ہو یعنی حیات، معنی یہ کہ کیا وہ زندگی کو چھوڑ چکے ہیں، موت کی علامات دیکھ کر بہ طور مبالغہ فعل ماضی بولا گیا ہے۔'' (فتح الباری شرح صحیح البخاری 168/8)

یہ لفظ ہذیان کے معنی میں بھی اسی مناسبت سے بولا جاتا ہے کہ اس میں عقل سے جدائی ہوتی ہے اور یہی معنی زیادہ مشہور اور متبادر الذہن ہے کہ ''ہجر'' بہ مقابلہ ''وصل'' بولا جاتا ہے اور حدیث قرطاس میں یہی معنی صادق آتے ہیں، ہذیان کے معنی وہاں بہ وجوہ نہیں جچتے۔

اول: ہذیان کا شبہ اس بات پر ہوتا ہے جو عقل کے خلاف ہو، رسول اللہ ﷺ اپنے آخری وقت میں فرماتے ہیں کہ کاغذ دوات لاؤ، میں ایک ضروری تحریر لکھوا دوں جو قیامت تک تمھاری رہنما ہو، اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے جسے ہذیان سمجھا جائے۔

دوم: اس لیے کہ لفظ ہجر کے بعد استفهموه (آپ ﷺ سے دریافت کرو) ہے، لہٰذا اگر ہجر کے معنی ہذیان کیے جائیں تو ربط کلام بالکل ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جس کو ہذیان ہو جائے اس سے پوچھنا بالکل خلاف عقل ہے،

سوم: عقلاً وشرعاً آپ کی طرف ہذیان کی نسبت محال ہے کیونکہ آپ جس طرح صحت معصوم تھے اسی طرح آپ مرض میں بھی معصوم تھے، ارشاد الٰہی ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ''اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔'' (النجم: 3) اور آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے: انی لا اقول فی الغضب والرضا الا الحق. ''میں غصے اور خوشی میں حق بات ہی کہتا ہوں۔'' (فتح الباری 168/8) لہٰذا جب آپ ہر حال میں معصوم ہیں اور جو کہتے ہیں حق ہوتا ہے تو ایسے میں آپ کی طرف ہذیان کی نسبت کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے: يكون قائل ذلك بعض من قرب دخوله فی الاسلام ''ہو سکتا ہے کہ اس جملے کا قائل نیا نیا مسلمان ہوا ہو۔'' (فتح الباری 168/8)

اس روایت کا ایک اور معنی بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: وقع عند الاسماعیلی من طریق محمد بن خلاد عن سفیان فی هذا الحدیث فقالوا ماشانه یهجر استفهموه. ''اسماعیلی کی روایت کے مطابق حدیث کے الفاظ یہ ہیں: لوگوں نے کہا کہ آپ کی یہ شان نہیں کہ آپ بے تکی بات کریں، آپ سے دریافت کرو۔'' (فتح الباری 168/8) اسماعیلی کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں حضرت عمرؓ تنہا نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ اور افراد بھی تھے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہجر کے معنی ہذیان کے نہیں بلکہ جدائی اور مفارقت کے معنی متبادر الذہن ہیں۔ غور فرمائیے اس حدیث میں جدائی کے معنی کس خوبی سے جچتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حالت مرض میں ہدایت نامہ تحریر کروانے کو فرمایا تو صحابہ کرامؓ کے دلوں پر ایک بجلی سی کوندگئی کہ شاید داغ مفارقت کا وقت آ گیا ہے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

کیونکہ اس قسم کی تحریر وہی شخص لکھواتا ہے جو حالت مرض میں ایک حد تک موت کے آثار بھانپ لیتا ہے، لہٰذا صحابہ کرامؓ نے کہا: أهجر استفهموه کیا حضرت نبی کریم ﷺ اب جدا ہو رہے ہیں؟ آپ سے پوچھو، چنانچہ یہ لفظ ''ہجر'' جس نے بھی کہا کمال محبت اور جذب مودت میں کہا مگر جن کے قلوب درد محبت سے ناآشنا ہیں وہ اس کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔ ''تو واقف اسرار نئی خطا دل رہا ایں جا است''

صحابہ کرامؓ کی اس غمگین کیفیت کا اظہار اسماعیلی کی روایت سے بھی ہو رہا ہے: وقع عند الاسماعیلی من طریق محمد بن خلاد عن سفیان فی هذا الحدیث: فقالوا ماشانه یهجر استفهموه. ''آپ کس حالت میں ہیں آپ ہمیں چھوڑ رہے ہیں، آپ سے دریافت کرلو۔'' (فتح الباری 168/8)

بہ فرض محال، تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہاں لفظ ہجر بہ معنی ہذیان ہی ہے تو اس کے شروع میں ہمزہ استفہام ہے اور استفہام انکاری ہے لہٰذا ممکن ہے کہ یہ قول ان صحابہ کا ہو جو تحریر لکھوانے کے در پے تھے۔

جیسا کہ فتح الباری میں ہے: فإنما قاله من قاله منكرا على من توقف في امتثال أمره بإحضار الكتف والدواة فكأنه قال كيف تتوقف أتظن أنه كغيره يقول الهذيان في مرضه امتثل أمره وأحضره ما طلب فإنه لا يقول إلا الحق. ”یہ بات جس نے بھی کہی ہے اس نے اس پر نکیر کرتے ہوئے کہی ہے جس نے آپ کے حکم کے امتثال پر توقف کیا، گویا وہ کہہ رہا ہے کہ تم حکم ماننے پر توقف کیوں کرتے ہو، کیا تم سمجھتے ہو کہ آپ بھی دوسروں کی طرح اپنے مرض میں ہذیان کہیں گے، آپ کا حکم مانو اور جو جواب طلب فرما رہے ہیں وہ لاؤ کیونکہ آپ ہمیشہ حق ہی فرماتے ہیں۔“ (فتح الباری باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ ج 8 کتاب المغازی ص 168)

یعنی کسی نے لکھوانے میں پس وپیش کرنے والوں پر نکیر کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں بکری کا شانہ اور دوات لانے میں توقف کیوں کرتے ہو، اس نے اپنی رائے کو تقویت دینے کے لیے کہا کہ آپ ﷺ کو عام بیمار آدمی سمجھ رہے ہو کہ جس طرح وہ بیماری میں ہذیان کہتا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کو بھی اپنی اس بیماری میں (العیاذ باللہ) ہذیان ہو گیا ہے؟ آپ کے حکم کی تعمیل میں آپ کی مطلوبہ چیزیں حاضر کرو کیونکہ آپ وہی بات کہتے ہیں جو حق ہوتی ہے یعنی ہذیان نہیں ہوا۔ حافظ ابن حجرؒ کے بقول یہ جواب سب سے عمدہ ہے۔ (فتح الباری 168/8) صحیح بخاری میں یہ حدیث درج ذیل چھ ابواب میں سات طریقوں سے درج ذیل تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، حسب ذیل چار ابواب میں لفظ ہجر نہیں ہے

(1) عن ابن عباس، قال لما اشتد بالنبي صلى الله عليه و سلم وجعه قال (ائتوني بكتاب أكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده) قال عمر إن النبي صلى الله عليه و سلم غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا فاختلفوا و كثر اللغط قال (قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع) فخرج ابن عباس يقول إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلى الله عليه و سلم وبين كتابه. ”سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سامان کتابت لاؤ تا کہ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھوا دوں تا کہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو، اس پر حضرت عمر نے (لوگوں سے) کہا کہ اس وقت آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن موجود ہے جو ہمیں (ہدایت کے لیے) کافی ہے، اس پر لوگوں کی رائے مختلف ہو گئی اور شور وغل زیادہ ہونے لگا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا مناسب نہیں اس پر ابن عباسؓ یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ بیشک مصیبت بڑی سخت مصیبت ہے (وہ چیز جو) رسول اللہ ﷺ کے اور آپ کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئی۔“

(صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم 22/1)

(2) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما حضر رسول الله صلى الله عليه و سلم وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلى الله عليه و سلم (هلم أكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده) فقال عمر إن النبي صلى الله عليه و سلم قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف أهل البيت فاختصموا منهم من يقول قربوا يكتب لكم النبي صلى الله عليه و سلم كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر فلما أكثروا اللغو والاختلاف عند النبي صلى الله عليه و سلم قال رسول الله صلى الله عليه و سلم (قوموا) ”سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آنے لگا اس وقت کچھ لوگ گھر میں موجود تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: سامان کتابت لاؤ میں تمہیں تحریر لکھوا دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے تو بعض نے کہا اس وقت آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن مجید ہے اور (ہدایت ورہنمائی کے لیے) اللہ کی کتاب ہمیں کافی ہے گھر میں موجود لوگوں میں اختلاف اور جھگڑا ہو گیا کچھ لوگ لکھوانا چاہتے تھے اور کچھ تحریر کے حق میں نہ تھے جب شور اور اختلاف زیادہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھ جاؤ۔“ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ 638/2)

(جاری ہے)

شیعہ سنی تصادم کیوں؟ تدارک کا لائحہ عمل

عطاء محمد جنجوعہ

برصغیر پاک وہند میں شیعہ اور اہل سنت باہمی اختلافات کے باوجود امن وسکون سے رہ رہے تھے، وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے لیکن آج وہ تصادم کی راہ پر گامزن ہیں، کیوں؟ برصغیر میں شیعیت کے فروغ کا آغاز اس وقت ہوا جب ہندوستان کے حکمران ہمایوں کے دربار میں ایرانی امراء کا اثر ورسوخ بڑھ گیا حتی کہ جہانگیر نے تخت ہند کی باگ ڈور اپنی ایرانی النسل بیوی نور جہاں کو سونپ دی۔ امراء کے ساتھ آئے ہوئے شیعہ مبلغین نے مسئلہ خلافت وفدک اور واقعہ کربلا کی من مانی تعبیر اس طرح پیش کی کہ عام فہم اہل سنت گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے۔ اس دور میں مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے یکے بعد دیگرے شیعہ اعتراضات کا مدلل انداز میں رد کیا۔

چودھویں صدی ہجری کے ابتدائی دور میں لکھنو کے شیعہ عالم مقبول احمد کی تقاریر اور تصانیف نے عوام الناس میں تہلکہ مچا دیا، گلی کوچوں میں کوئی شیعہ کسی اہل سنت کو دیکھ لیتا تو اُس سے کہتا کہ دیکھو! ہمارے عالم نے تمہارے مذہب کا کس طرح رد کیا ہے، اب تم میں کوئی نہیں ہے جو اس کا جواب دے سکے۔

تاریخ کے اس نازک موڑ پر مولانا محمد عبدالشکور فاروقی نے شیعیت کے اعتراضات کا عقلی ونقلی دلائل سے جواب دے کر اہل سنت کی حقانیت کو اُجاگر کیا۔ انھوں نے علماء کی ایک کھیپ تیار کی جس نے دفاع صحابہؓ کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے تنظیم اہل سنت کی بنیاد رکھی۔ سید نور الحسن شاہ بخاری، علامہ دوست محمد قریشی، سید احمد شاہ چوکیروی اور قاضی مظہر حسینؒ نے قریہ قریہ، بستی بستی جا کر خلفائے راشدین کی حقانیت کو اُجاگر کیا اور شیعہ اعتراضات کے سلسلے میں اپنی تبلیغی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور پرامن ماحول میں رہ کر شیعہ مبلغین سے مناظرے کیے۔

اسی طرح خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا ظہور احمد بگوی، مولانا محمد صدیق لائل پوری اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے تحریر وتقریر کے ذریعے دعوتی اور اصلاحی انداز میں عظمتِ صحابہ کرامؓ کا فریضہ احسن طریق سے سرانجام دیا اور شیعہ کتب کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت علیؓ اور خلفاء راشدینؓ کے مابین برادرانہ تعلقات تھے اس دعوت وتحقیق سے اہل سنت عوام میں مدافعانہ صلاحیت پیدا ہو گئی اور عوام میں شیعیت کے فروغ کا رجحان مدہم پڑ گیا۔ اس دور تک شیعہ ذاکرین اور اہل سنت علماء کے پرمغز خطابات ایک دوسرے کو دعوت فکر دیتے تھے، عوام ایک دوسرے کے مذہبی پروگراموں میں شریک ہو کر تحقیقی سوال کرتے تھے، جلسوں کے دوران اپنے مسلک کی سربلندی اور اسلاف کی عظمت کے نعرے ضرور لگتے تھے لیکن ایک دوسرے کے خلاف اشتعال انگیز نعروں کی فضا نہ تھی۔ البتہ بعض شیعہ مصنفین اتنا ضرور لکھتے تھے کہ جو اہل بیت عظامؓ کے ایمان کے بارے بدگمانی کرے وہ یزیدی ہے۔ ایسے ہی اہلسنت کہتے تھے کہ جو اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ وصحابہ کرامؓ کے بارے میں تبراء کرے وہ رافضی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اہل سنت اور شیعہ علماء نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفی میں متحد ہو کر بھرپور کردار ادا کیا اور کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ شیعہ اور اہل سنت عوام پُرامن ماحول میں رہ کر بحث ومباحثہ کرتے، وہ تحمل وبردباری سے دوسروں کا مؤقف سنتے اور

اصلاحی انداز میں جواب دیتے لیکن عوام میں نفرت کی خلیج اُس وقت حائل ہوئی جب پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور اس کے ردعمل میں سپاہ صحابہ منظر عام پر آئیں، جن کی ذیلی شاخیں آنا فانا پورے ملک میں پھیل گئیں۔ تکفیری توپ خانوں سے ایک دوسرے پر گولے برسنے شروع ہو گئے، مذہبی تصادم کے دوران نامور علماء ہلاک ہوئے، مساجد، مزاروں اور امام بارگاہوں میں خودکش دھماکوں سے بے گناہ شہری ہلاک ہوئے۔ غور طلب پہلو یہ ہے کہ مذہبی تصادم کو بھڑکانے والی لابی کا ممکنہ مقصد کیا ہو سکتا ہے؟

صیہونی تنظیم نے یہودی پروٹوکول کی پیش قدمی کے لیے یورپ کو دو بلاکوں میں بانٹ دیا۔ مشرق میں سوشلزم اور مغرب میں جمہوریت کو فروغ دیا۔ روس اور امریکا اپنے اپنے نظاموں کی نشر واشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ جمہوریت کو آزادی، مساوات واُخوت کے اجزائے ترکیبی کی بناء پر عالمی سطح پر پذیرائی ملی جب کہ سوشلزم کی حوصلہ شکنی ہوئی تو صیہونی لابی نے جمہوری فیڈریشن کی صورت میں اپنی عالمی حکومت قائم کرنے کا تہیہ کر لیا اور سوشلزم کو ناکام نظام ثابت کرنے کا منصوبہ بنایا۔

پاکستان کے سیاسی لیڈر نے روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا جس کو الیکشن میں کامیابی حاصل ہوئی۔ عوام میں حقوق کے حصول کے لیے سیاسی شعور کی آبیاری ہوئی لیکن اس دور میں بے حیائی کا رجحان بڑھ گیا اور لوگ آٹا، چینی کے حصول کے لیے ڈپو کی لمبی لائنوں سے تنگ آ گئے۔ مزید برآں اسلامی جمہوریت کے داعی علماء نے سوشلزم کے خلاف کفر کے فتوے دائر کیے، عوام سڑکوں پر نکل آئے، تحریک نظامِ مصطفی نے شدت اختیار کر لی جس کو سمیٹنے کے لیے ملک میں مارشل لاء آ گیا۔

ضیاء الحق نے ملک میں اسلام نافذ کرنے کا اعلان کیا اس دوران روس کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں، پاکستان کو اپنی سلامتی کا خطرہ لاحق ہوا تو حکومت پاکستان نے دفاعی پالیسی اختیار کی اور ملک بھر میں جہادی تنظیموں کی سرپرستی کی جنھوں نے افغان بھائیوں سے مل کر روس کے خلاف جہاد میں اہم کردار ادا کیا۔

اسلامی تعلیم حاصل کرنے والوں کی وفاق کی ڈگری کو ایم۔ اے کے مساوی قرار دیا، دفاتر اور اداروں میں اسلامی تشخص کو اُجاگر کیا گیا۔ اس دوران ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کے لیے تنظیمیں قائم ہوئیں۔ ایران میں انقلابی حکومت قائم ہونے سے پاکستان کے شیعوں کو تقویت حاصل ہوئی۔ تحریک جعفریہ نے جداگانہ مذہبی حقوق کا مطالبہ منوانے کے لیے اسلام آباد کا گھیراؤ کر لیا تو اس کے ردعمل میں سپاہ صحابہ نمودار ہوئی۔

جوں ہی روسی فوج کا افغانستان سے انخلاء مکمل ہوا اور سوشلزم کا نظریہ دریائے آمو کی لہروں میں تحلیل ہو کر رہ گیا تو صیہونی لابی نے پاکستان میں اسلامائزیشن کی لہر کو سیکولرزم میں ڈھالنے کی پالیسی اپنائی۔ روسی فوج کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے والی پاکستان کی فوجی قیادت کو بہاولپور کی فضاء میں ہلاک کر دیا گیا اور جہادی تنظیموں پر پابندی عائد ہو گئی لیکن شیعہ سنی تنظیموں کی سرپرستی جاری رہی۔ مبینہ قاتلوں کا پولیس کی گرفت سے بھاگ جانا اور جیل سے اُن کا فرار ہونا اس کا بین ثبوت ہے۔

بے گناہ افراد کو قتل کرنے کی شیعہ مذہب اجازت دیتا ہے اور نہ اہل السنۃ کا، مذہب تو پھر یقیناً مساجد اور بارگاہوں پر خودکش دھماکے صیہونی تنظیم کی لابی کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ مذہبی قیادت ایسا ہرگز نہیں کر سکتی۔ اس مذہبی تصادم کو میڈیا نے دہشت گردی سے تعبیر کیا۔ جب شیعہ اور اہل سنت عوام میں نفرت وعداوت کی دیوار حائل ہو گئی تو حکومت نے تحریک اور سپاہ کو دہشت گرد تنظیموں کی فہرست میں شامل کر دیا اور ان کے جلسوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اہل سنت کی محفل قراءت ونعت کی منظوری پیچیدہ مسئلہ بن گئی کیونکہ منظوری کے لیے انتظامیہ کے کئی دروازوں پر دستک دینا پڑتی ہے۔ علاوہ ازیں خدانخواستہ ضلع میں کسی جگہ دہشت گردی کی واردات ہو جائے تو ضلع بھر میں جلسے کرانے والی مسجد ومدرسہ کی انتظامیہ کے ارکان کی گرفتاری وتفتیش کا عمل شروع ہو جاتا۔

حکومت نے مبینہ دہشت گردوں پر کنٹرول کرنے کی بجائے

مساجد میں خطبہ جمعہ کے لیے لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کردی۔ صیہونی لابی کے نظریہ ضرورت کے تحت اسلامائزیشن کو پروان چڑھایا۔ جب اُن کا مقصد پورا ہوگیا، یعنی سوشلزم کا نظریہ دفن ہوگیا اور روس نے جمہوری نظام کو اپنانا شروع کردیا تو صیہونی لابی نے وطن عزیز کو ایسے سنگین حالات سے دوچار کردیا کہ صوم وصلاۃ کی ادائیگی اور اسلامی تشخص کو اپنانا بھی دہشت گردوں کی علامت بن گیا۔ صیہونی تنظیم نے سوشلزم کو بھسم کرنے کے بعد اسلام کو ہدف بنالیا۔ در در کی ٹھوکریں کھانے والے یہودیوں نے یورپ کو دو نظریاتی بلاکوں میں بانٹ دیا۔ اُن کو آپس میں لڑا کر منہ مانگے حقوق حاصل کیے حتی کہ صیہونی تنظیم یورپ میں اس قدر متحرک وفعال ہے کہ ان کی حمایت کے بغیر کوئی سیاسی جماعت الیکشن میں کامیاب نہیں ہوسکتی چنانچہ اب صیہونی تنظیم مسلم ممالک میں شیعہ سنی مذہبی فساد بھڑکا کر ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتی ہے تاکہ اسرائیل کی راہ ہموار ہوجائے، صیہونی منشا یہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں جہاں سے اُن کو اپنی خباثتوں کی بناء پر نکالا گیا تھا، دوبارہ داخل ہوسکیں۔

دین اسلام امن وسلامتی کا نام ہے جو محض مذہبی اختلاف کی بنیاد پر کسی کافر کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے حتی کہ محسن انسانیت ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو اُس کی خباثتوں کے باوجود قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تاکہ دشمن قوتیں اسلام پر دہشت گردی کا الزام عائد نہ کردیں کہ مسلمانوں میں ایک دوسرے کا خون بہانا بھی جائز ہے۔ اس لیے شیعہ سنی ہونے کی بنا پر علماء کو قتل کرنا اور مساجد وامام بارگاہوں میں دھماکے کرکے بے گناہ شہریوں کو ہلاک کرنے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

درحقیقت یہ ان کا کام ہے جو مذہبی فساد بھڑکا کر مسلم دنیا پر غلبہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عالم اسلام میں شیعہ سنی فسادات کے صیہونی شعلے کو بجھانے کے لیے او۔ آئی۔ سی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اہل سنت اور شیعہ تنظیموں کے علماء اور لیڈروں کا مشترکہ اجلاس بلا کر امن وسلامتی اور یکجہتی کا لائحہ عمل وضع کریں۔

پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور سپاہ صحابہ کے مابین تصادم میں ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ تیز تر ہوا تو مذہبی جماعتوں نے وطن عزیز میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے ملی یکجہتی کونسل تشکیل دی۔ سرکردہ علماء نے باہمی صلاح مشورے سے ضابطہ اخلاق تیار کیا جس کے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے اور خفیہ قوت کے مذموم عزائم خاک میں مل گئے۔ تب کیا ہوا کہ ملی یکجہتی کونسل نے اتحادی قوت کو انتخابی سیاست میں دھکیل دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ملی امن وسلامتی کا خواب ادھورا رہ گیا۔ اگرچہ فسادات کی شدت تو ختم ہوگئی ہے لیکن گاہ گاہ سانحات رونما ہوتے رہتے ہیں، خصوصاً محرم کے دنوں میں امن وامان قائم کرنا حکومت کے لیے پیچیدہ مسئلہ بن جاتا ہے۔ سخت انتظامات کے باوجود چند نئے مقامات پر تصادم ہو ہی جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملی یکجہتی کونسل کو از سر نو غیر سیاسی بنیاد پر قائم کیا جائے جس کو ملک بھر میں کم از کم ضلعی سطح تک منظم وفعال کیا جائے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر مذہب وملت کی عبادت مخصوص عبادت گاہوں میں کی جاتی ہے اور غم اور خوشی کے تہوار مخصوص کھلے مقام پر منائے جاتے ہیں۔ کسی بھی مذہب کے بانی نے جلوس کی صورت میں سڑکوں اور بازاروں میں غم اور خوشی کا اظہار کرنے کا حکم نہیں دیا۔ گلی کوچوں میں نعرہ بازی کرنا عبادت نہیں بلکہ جمہوری پارٹیوں کی طرح سیاسی قوت کا مظاہرہ ہے، نامور شیعہ علماء اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے محتاط الفاظ بیان کرتے ہیں لیکن عام ذاکرین چوراہوں میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ایسے جملے ادا کرتے ہیں جس کو سن کر اہل سنت کے جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں۔ شیعہ قائدین وطن کی سلامتی ویکجہتی کی خاطر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ ماتمی جلوس کو امام بارگاہوں تک محدود رکھیں تو اُن کا یہ فیصلہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

نواسۂ رسول سیدنا حسین بن علیؓ 10 محرم الحرام کو کربلا میں ساتھیوں سمیت شہید ہوئے۔ اہل سنت اُن کے عزم واستقلال کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے حقیقی طرز عمل کے علم بردار ہیں۔ شیعہ صاحبان نیم

سے دس محرم تک شہدائے کربلا کی یاد میں مجالس کا اہتمام کرتے ہیں جس میں وہ آئمہ کرام کے فضائل ومصائب بیان کرتے ہیں یہ اُن کا حق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شیعوں کی اخلاقی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ جو اس سانحے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں، اُن پر تبراء بازی سے گریز کریں۔ مثلاً: ''رات کی تاریکی میں ساتھ دینے والے دوست نہیں ہوتے، اٹھاتے کیوں نہیں نبی کا جنازہ، کہاں مرگئے بیٹیاں دینے والے۔'' یہ الفاظ صریحاً یارِ غار سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر براہ راست الزام تراشی ہے۔ اس قسم کا انداز تقریر تصادم کا موجب بنتا ہے، اس لیے شیعہ قائدین اپنے مقررین کو محتاط الفاظ میں مصائب بیان کرنے کی تلقین کریں۔

سانحہ کربلا 10 محرم کو ہوا، اہل سنت اُس دن امن عامہ کے تحت چار دیواری سے باہر نہ نکلیں اور نہ ہی چھت پر چڑھ کر جلوس دیکھیں۔ خدانخواستہ صیہونی لابی تخریبی کارروائی کرے اور خواہ مخواہ اہل سنت تماشائیوں کی شامت آ جائے۔ ماتمی لباس میں ملبوس شیعہ اہل سنت کو روز مرہ لباس میں دیکھ کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں اور وہ اہل سنت کے اسلاف پر طعن وتشنیع شروع کر دیتے ہیں، اس طرح تصادم کا خطرہ لاحق رہتا ہے، چنانچہ اہل سنت 9 اور 10 محرم کو روزہ رکھنے کو معمول بنالیں۔

شیعوں کا بھی اخلاقی فرض ہے کہ اگر کسی سنی محلے میں دو یا تین شیعہ گھرانے آباد ہوں تو اُن کی آڑ لے کر جلوس کا نیا راستہ اختیار کرنے سے اجتناب کریں۔ انتظامیہ اس موقع پر عموماً چوکس ہوتی ہے۔ قانونی طور پر اُن کا فرض منصبی ہے کہ انھیں نیا راستہ اختیار نہ کرنے دیں۔ شیعہ صاحبان جن آئمہ کرام کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کرتے ہیں اہل سنت بھی اُن کی قدر ومنزلت کے قائل ہیں بلکہ اہل بیت سے محبت اہل سنت کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ سیدنا علیؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سیدنا حسن وحسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اہل سنت کا اخلاقی فرض ہے کہ امام غائب کی پیدائش سے متعلق واقعات کو ہتک آمیز انداز میں ہرگز بیان نہ کریں۔

شیعہ پندرہ شعبان کو جشن ظہور امام زمانہ مناتے ہیں۔ اس موقع پر عموماً مقررین بیان کرتے ہیں کہ امام زمانہ آ کر غاصبین سے اس طرح کا انتقام لیں گے۔ شیعہ حضرات بھی اس قسم کے فتنہ انگیز بیانات سے اجتناب کریں، شیعہ سنی تصادم کے دور میں دل آزار اور فتنہ انگیز کتابیں شائع ہوئیں اُن کو ضبط کیا جائے اور آئندہ ان کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے، البتہ وہ کتب جن میں شیعہ اور اہل سنت علماء نے تحقیقی انداز میں اپنے موقف کی وضاحت کی ہو اور عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں الزامات کا رد کیا ہو، اس قسم کی کتابوں کی اشاعت بدستور جاری رہنی چاہیے تاکہ کفریہ توپ خانہ بند ہو اور تحقیقی ذوق پروان چڑھے۔

محرم کے دنوں میں ریڈیو اور ٹی وی پر شہدائے کربلا کے فضائل ومناقب بیان کرنے پر اہل سنت کو قطعاً اعتراض نہیں لیکن اس سانحے کی آڑ میں شیعہ عقائد کا پرچار فتنہ انگیزی ہے، چنانچہ اس قسم کے مقررین کے پروگرام قطعاً نشر نہ کیے جائیں۔ محرم کی طرح خلفائے راشدین کے یوم وفات پر دیگر تفریحی پروگرام بند کیے جائیں۔ ان مخصوص ایام میں خلفاء کے فضائل ومناقب اور اسلامی خدمات کو دعوتی واصلاحی انداز میں پیش کیا جائے۔ شیعہ کا مذہبی فرقہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت کا قائل ہے لیکن وہ خلفائے راشدین کی شان میں توہین نہیں کرتے۔ وہ مسلم ممالک میں جہاں جہاں آباد ہیں وہاں آج تک دنگا فساد کی نوبت نہیں آئی اور وہ امن وامان سے رہ رہے ہیں ان کے برعکس وہ شیعہ جو تبرا بازی کو عقیدے کی پہچان سمجھتے ہیں، ان لوگوں کے ایسے رویے کی روک تھام از حد ضروری ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی شیعہ قیادت کے مرکز امام الاکبر سید ابوالحسن الموسوی الاصفہانی کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اجتہاد کے موضوع پر فقہ اسلامی میں ایم۔اے کی ڈگری نجف اشرف یونیورسٹی سے حاصل کی۔ 1955ء میں تہران یونیورسٹی نے اسلامی قانون میں ڈاکٹریٹ کیا۔ ایران وعراق کے علاوہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں اسلامی قانون وفلسفے کے استاد رہے۔ (بقیہ: ص 24)

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیوں ضروری ہے؟

ابن بشیر الحسینوی

قیامت تک کے انسانوں کے لیے مکمل ترین نمونہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے تمام شعبہ ہائے زندگی کی مکمل راہنمائی قرآن مجید اور اس کی تفسیر وتوضیح حدیث رسول ﷺ میں ہے۔ بعض لوگ بنی نوع انسان کو صراط مستقیم سے ہٹانے کے لیے اور انھیں بے راہ روی کا شکار کرنے کے لیے حدیث مصطفی ﷺ سے متنفر کرتے رہتے ہیں حالانکہ حدیث رسول کی اہمیت سب پر واضح ہے۔

یہ بجا ہے کہ حدیث کا دفاع اصل میں دین اسلام کا دفاع ہے کیونکہ اسلام کی مکمل تفصیل قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ میں ہے جہاں قرآن کریم وحی ہے وہاں حدیث رسول ﷺ کو بھی وحی کہا گیا ہے، جو حدیث پر حملہ کرتا ہے وہ گویا اسلام پر حملہ کرتا ہے، جو حدیث کا دشمن ہے گویا وہ اسلام کا دشمن ہے اور جو اسلام کا دشمن ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن ہے۔

حدیث رسول ﷺ پر کیے گئے اعتراضات کی اجمالی صورتیں:

احادیث پر اعتراضات کرنے والوں کی مختلف صورتیں ہیں جن پر ضروری تبصرہ پیش خدمت ہے۔

اسلام سے دشمنی

منکرین حدیث ومستشرقین اسلام سے دشمنی کی وجہ سے احادیث پر اعتراضات کرتے ہیں ان کے پیش نظر مقصد حدیث کی اہمیت کو کم کرنا ہوتا ہے اس لیے وہ دن رات احادیث رسول ﷺ پر بے جا تنقید کرتے رہتے ہیں حقیقت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت پڑ چکی ہوتی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کرتے ہوئے اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔

تقلید

تقلید کی وجہ سے کئی لوگ اپنے امام کے قول کو ثابت کرنے کے لیے احادیث کا انکار کر جاتے ہیں احناف کی کتب ان کی مثالوں سے بھری ہوئی ہیں اور تفصیل جاننے کے لیے شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی کتاب ''نگارشات'' کا مطالعہ کریں۔

معنوی تحریف

بعض لوگ ظاہر میں تو حدیث کا دفاع کرتے ہیں لیکن اپنے مسلک کے مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے وہ معنوی تحریف سے کام لیتے ہیں، معنوی تحریف کا حکم وہی ہے جو لفظی تحریف کا ہے یعنی حرام اور کبیرہ گناہ ہے

لفظی تحریف

بعض لوگ احادیث کے الفاظ میں اپنی طرف سے کمی وبیشی کر کے یہود ونصاریٰ کی روش بد پر چلتے ہیں مولانا ابو عبداللہ جابر دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب تحریف النصوص میں ایسی بے شمار مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں

باطل تاویلیں

بعض لوگ صحیح احادیث کی باطل تاویل کر جاتے ہیں جس سے حدیث کا صحیح مفہوم ہی بدل جاتا ہے اور وہ اس سے اپنی مرضی کا مفہوم نکالتے ہیں۔ کتب احناف میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ ہمارے فاضل دوست مولانا ارشد کمال حفظہ اللہ کی کتاب ''عذاب قبر'' اس ضمن میں اچھی کاوش ہے جس میں انھوں نے منکرین عذاب قبر کی باطل تاویلوں کا زبردست رد کیا ہے

ثقہ راویوں کو ضعیف ثابت کرنا

بعض لوگوں نے اپنے مذہب کو بچانے کی خاطر ایک نیا حیلہ نکالا

ہوا ہے کہ ثقہ راویوں کو ضعیف ثابت کر کے وہ اپنے پیروکاروں کو خوش کر لیتے ہیں اس کی بے شمار مثالیں دیکھنے کے لیے اُستاد محترم محدث العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتب ''مولانا سرفراز صفدر اپنی کتب کے آئینے میں اور اعلاء السنن فی المیزان'' قابل تعریف ہیں۔ راقم نے بھی اس پر اپنی قیمتی کتاب ''دفاع اسلام'' میں بے شمار مثالیں جمع کر لی ہیں اور مزید اس پر کام باقی ہے۔

ذوق کے خلاف

بعض لوگوں نے حدیث مصطفی ﷺ کو اپنے ذوق پر پرکھا، کس قدر دین کے خیر خواہ تھے یہ لوگ کہ وہ برملا کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے ذوق کے خلاف ہے۔ اس باطل نظریے کی مثالیں تفہیم القرآن میں ملتی ہیں اور ان کا زبردست رد امام العصر مفتی دوراں حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''احادیث اور مودودیت'' میں کیا ہے۔

مذہبی تعصب

بعض لوگوں نے اپنے مذہبی تعصب کی بناء پر احادیث رسول ﷺ کو نشانہ تنقید بنایا اس پر بے مثال تبصرہ پڑھنے کے لیے کوثری حنفی کے مذہبی تعصب پر علامہ معلمی یمانی کی لاجواب کتاب ''التنکیل اور الکاشف'' کا مطالعہ کافی ہے۔

جھوٹی روایات کا سہارا لینا

صحیح احادیث کو چھوڑ کر جھوٹی، منکر اور ضعیف روایات کا سہارا لینا بھی حدیث رسول سے دشمنی کی واضح مثال ہے۔ ابوالمؤید خوارزمی نے ''مسانید امام ابی حنیفہ'' کے نام سے ایک کتاب جمع کی ہے۔

اس کے متعلق ولی اللہ شاہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''خوارزمی کی جمع کردہ مسانید امام ابی حنیفہ کا درجہ چوتھے طبقے کی ضعیف، موضوع اور منکر احادیث پر مشتمل کتابوں کے قریب قریب ہے، جن سے بدعتی حضرات اپنے مذہب کی تائید کے لیے دلیلیں اکٹھی کرتے ہیں'' (حجۃ اللہ البالغۃ ج 1 ص 135)

وضعی علوم حدیث

بعض لوگوں نے انکار حدیث کے لیے علوم حدیث پر تنقید کی مثلاً: امین احسن اصلاحی، اس کا تفصیلی رد مولانا محمد عزیر مبارکپوریؒ نے اپنی کتاب ''انکار حدیث کا نیا روپ'' میں کیا ہے اور بعض منکرین نے فضول اصول حدیث وضع کر لیے۔ مثلاً جاوید احمد غامدی ان کے باطل اصول حدیث کی خبر شیخ محمد حسین میمن اور ابوالحسن علوی حفظہما اللہ نے لی ہے۔

احناف نے بھی ایسے اصول حدیث لکھے ہیں کہ جن سے صحیح احادیث کا انکار لازم آتا ہے مثلاً: قواعد علوم الحدیث از ظفر احمد عثمانی دیوبندی، اس کتاب میں حنفی اصول حدیث جمع کیے گئے ہیں ان کی خوب خبر شیخ العرب والعجم محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نقض قواعد علوم الحدیث'' میں لی ہے۔

محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے اپنی کتب ''توضیح الکلام، اعلاء السنن فی المیزان وغیرہ'' میں ان کے باطل اور وضعی اصول حدیث کا خوب رد کیا ہے۔ راقم نے ''علوم حدیث اور احناف استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی نظر میں'' مفصل کتاب لکھ رکھی ہے جو کراچی میں زیر طبع ہے۔

وضع حدیث

بعض لوگوں نے صحیح احادیث سے دشمنی کرنے کی خاطر ایک نئی راہ نکالی کہ ان احادیث صحیحہ کے خلاف اپنی طرف سے جھوٹی روایات بنا ڈالیں اور عوام کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی۔ کتب احناف میں اس طرح کی کافی مثالیں ملتی ہیں، فتنہ وضع حدیث بھی حدیث دشمنی میں آتا ہے کہ گمراہ لوگوں نے صحیح احادیث کے خلاف جھوٹی روایات بنانا شروع کر دیں اور دین اسلام کو نقصان پہنچایا۔

منکرین حدیث کی ہم نوائی

بعض لوگوں نے منکرین کا ساتھ دیتے ہوئے صحیح احادیث پر

اس قدر حملے کیے ہیں کہ اگر مصنف کا نام معلوم نہ ہو تو پڑھنے والا کہہ اٹھے گا کہ یہ کسی منکرین حدیث کی کتاب ہے، اس طرح کے حملے کرنے والے احناف سے تھے ان کے ان بے ہودہ حملوں کی تفصیل اور ان کے دفاع کی حقیقت کو جاننے کے لیے علامہ ابوالقاسم بناری رحمہ اللہ کی قیمتی سات کتابوں کا مجموعہ ''دفاع صحیح بخاری'' کا مطالعہ کافی ہے۔

یوسف بن موسی الملطی الحنفی (ت: 803ھ) اکثر کہا کرتے تھے کہ ''من رای فی کتاب البخاری تزندق'' جس نے صحیح بخاری میں دیکھا وہ زندیق ہو گیا۔ (الضوء اللامع: ج10 ص335)

عقل پرستی

بعض لوگوں نے محض عقل کی بنیاد پر انکار حدیث کیا اور ان لوگوں نے کتنی جرأت کی کہ وحی الٰہی پر اپنی ناقص عقل کے گھوڑے دوڑائے اور محدثین کی محنتوں اور علم حدیث کو ضائع کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس پر علامہ عبدالرحمن کیلانیؒ کی کتاب ''عقل پرستی اور انکار معجزات'' قابل دید ہے۔ شبیر احمد میٹھی عقل کے ذریعے انکار حدیث کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''کیا یہ ممکن ہے؟ اگر کوئی کہے کہ یہ ممکن ہے تو محال و ناممکن، بے معنی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بالکل عقل میں آنے والی نہیں ہے، ہرگز سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔'' (بخاری ج1 ص148 تا151)

نوٹ

مذکورہ تمام صورتوں پر بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو ایک طویل ترین کتاب کی محتاج ہیں بس اس مختصر مضمون میں انھی گزارشات پر اکتفا کرتا ہوں کہ اگر زندگی نے وفا کی اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ''دفاع اسلام'' کے موضوع پر ایک طویل کتاب لکھوں گا (ان شاء اللہ) اور اس پر کافی کام مکمل ہے اور کافی باقی ہے۔

ان تمام صورتوں کو ذکر کرنے سے یہ مقصد تھا کہ قارئین کو معلوم ہو کہ دفاع حدیث کی کتنی ضرورت ہے اور کس طرح مختلف لوگ مختلف روپ دھار کر احادیث مصطفی ﷺ سے اپنی دشمنیاں رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں اس میں منکرین حدیث ملوث ہیں وہاں دیگر راہنمائے اُمت بھی مقلدین کے روپ میں ملوث نظر آتے ہیں کوئی صریحاً انکار کر رہا ہے تو کوئی خفیہ طریقے سے اپنے ترکش سے تیر چلا رہا ہے، کوئی تقلید کی وجہ سے انکاری ہے تو کوئی مذہبی تعصب کی بناء پر، کوئی الفاظ میں تحریف کی وجہ سے مجرم ہے تو کوئی معنوی تحریف کی زد میں آتا ہے، ان تمام کا نوٹس لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

یہود ونصاریٰ اور مستشرقین تو اعتراضات کرتے ہیں لیکن افسوس! ان بعض نام نہاد مسلمانوں پر ہے جنھوں نے اپنی کم فہمی اور کج روی کا اظہار عداوت حدیث کی صورت میں کیا اور بعض نے تقلید کو آڑ بنا کر اسلام کو نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی۔ الحمدللہ! دین اسلام محفوظ تھا محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا جب بھی کسی نے اسلام پر اعتراضات کیے تو اسی وقت اللہ کے بندے قلم وقرطاس لے کر میدان میں اترتے ہیں اور دفاع اسلام کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہ ایک مستقل تاریخ ہے کہ کس صدی میں کس نے اعتراضات کیے اور اسی صدی میں کس نے اس کا جواب لکھا

راقم نے اپنے موسسۃ الاثریۃ الخیریۃ کے تحت ''دفاع اسلام فورم'' قائم کر رکھا ہے اس کے تحت اسلام پر مستشرقین کے جوابات انگلش میں لکھے جا رہے ہیں اور حدیث سے مذاق کرنے والوں کے تعاقب میں اردو زبان میں، بہت کچھ لکھا گیا ہے اور مزید سلسلہ جاری ہے۔

فائدہ

بعض اہل علم کا شمار محدثین کی صف میں ہوتا ہے اور خدمت حدیث پر ان کی زندگی وقف تھی لیکن اصول اور جرح وتعدیل میں انھیں بعض اجتہادی غلطیاں لگی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے انھوں نے کئی ایک صحیح احادیث کو ضعیف قرار دیا اور اس کے برعکس، ایسی غلطیوں کو اجتہادی غلطی سے تعبیر کرنا چاہیے۔ اس کی ضروری تفصیل کے لیے شیخ خبیب احمد صاحب کے مقالات اثریہ کا مطالعہ کریں۔

نماز اور کردار

قاری محمد حسن سلفی

نماز اور دیگر عبادات کا مقصد حصول تقویٰ ہے، اللہ کی عبادت کرنے سے مومن میں تقویٰ اور پرہیز گاری پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگر نماز اور دیگر عبادات کے اہتمام کے باوجود تقویٰ حاصل نہ ہو تو عبادات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نماز کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ''بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت:45)

اگر ہم نماز بھی پڑھیں اور برے کاموں سے بھی باز نہ آئیں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ؟ آج آپ کو بہت سارے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے شیطانی وسواس میں آکر ایسے بے عمل نمازیوں کو ڈھال بنا رکھا ہے جب ان کو نماز کی دعوت دی جائے تو یہ کہتے ہیں: ''دیکھے نے بڑے نمازی۔''

ہماری نماز ذوق فکر بننے کی بجائے لوگوں کو نماز سے روک رہی ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ ہماری نماز کا ہماری شخصیت پر اثر کیوں نہیں؟ نماز ہماری کردار سازی کیوں نہیں کر رہی؟ نماز ہمیں برے کاموں سے کیوں نہیں روک رہی؟

ایک شخص پنجگانہ نماز بھی پڑھتا ہے اور سودی کاروبار بھی کرتا ہے، رشوت بھی لیتا ہے، زنا بھی کرتا ہے، لوگوں کو ناحق قتل کرتا ہے، کاروبار میں جھوٹ بھی بولتا ہے، پڑوسیوں کو اذیت دینے سے باز نہیں آتا، صدق مقال اور اکل حلال کا پابند نہیں، رشتہ داروں سے ناراض بھی رہتا ہے یہاں تک کہ دو سگے بھائی نماز میں ایک ساتھ کھڑے ہونے کے لیے تیار نہیں۔ سالہا سال گذر جانے کے باوجود ہم عزیز و اقارب سے قطع تعلقی رکھتے ہیں نوجوان نمازی ہو کر والدین کی عزت نہ کریں، عورتیں نمازی ہو کر بھی بے حیائی اور بے پردگی نہ چھوڑیں، جب نمازی مسجدوں میں لڑائیاں کرتے ہوں جب مسجدیں سیاسی اکھاڑے بنائے جاتے ہوں جب نماز پڑھنے والے ہی دلوں میں حسد، بغض، کینہ رکھتے ہوں، جب نمازی مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلی کرتے ہوں، جب نمازی ہو کر ہم امام اور خطیب کو ایک تنخواہ دار کی سمجھتے ہوں، جب نمازی ہو زبان میں مٹھاس نہ ہو، عاجزی اور انکساری نہ ہو معاف کرنے کا جذبہ نہ ہو، نمازی ہو کر ہم ناجائز مقدمات میں گھرے ہوں اور لوگوں پر زیادتیاں کرتے ہوں تو ذرا سوچیں! آپ عادت، نمود و نمائش اور روٹین کی نماز پڑھ رہے ہیں یا فریضۂ اسلام کی ادائیگی کر رہے ہیں۔

قربت رب دو عالم کا سبب ہے جو نماز
کیسے ممکن ہے کہ ہو بے لذت سوز و گداز

ایسی نماز باہر کیا تاثر دے گی؟ کیا ایسے نمازیوں کو دیکھ کر لوگ نمازی بنیں گے؟ کیا لوگ مسجدوں کی طرف آئیں گے؟ کیا لوگ مساجد و مدارس اور نمازی حضرات کا احترام ولحاظ بجالائیں گے؟ کئی نمازی خود تو نماز پنجگانہ کی پابندی کرتے ہیں لیکن گھر میں اپنی بہو بیٹیوں اور بچوں کو نماز کی تلقین نہیں کرتے جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ''حکم دو اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہو۔'' (طہٰ:132) یہ عمل بھی لوگوں کو نماز سے دور کرتا ہے، جب نمازی میں خود غرضی لالچ اور ہوس مال وزر کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی تو کیا پھر لوگ ہماری نمازوں کو دیکھ کر نمازی بنیں گے

ع امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

آیئے! نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نماز کی اصل روح یعنی کردار سازی پر زور دیں اپنی شخصیت کو نکھاریں اور سنواریں، ایسے پاکیزہ مومن پابند صوم وصلوٰۃ بن کر اپنے رب کو اور معاشرے کو دکھا دیں کہ

لوگ آپ کی پاکیزگی اور طہارت ونفاست کی مثال دیں۔ نبی کریم ﷺ نے قریش مکہ کے سامنے سب سے پہلے اپنی چالیس سالہ زندگی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا: فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ۔ ''پس تحقیق اس سے پہلے میں تم میں عمر کا ایک حصہ گذار چکا ہوں۔'' (یونس 16) بتاؤ تم لوگوں نے مجھے کیسا پایا؟ وہ لوگ بیک زبان ہو کر بولے کہ ہم نے آج تک آپ کو صادق اور امین ہی پایا ہے، صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں، انھوں نے عملی مؤمن بن کر دکھایا تو لوگ ان پاکباز ہستیوں کی زبان حق ترجمان سے قرآن سن کر مسلمان ہو جاتے تھے، ان کی دلربا ادائیں دیکھ کر کلمہ پڑھ لیتے تھے، ان کی زبان کی سچائی وکردار کی بلندی اور پاکیزگی دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے۔

لیکن آج بہت سارے لوگ اپنی بداعمالی بھی نہیں چھوڑتے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے داڑھی اور نماز کا سہارا لے لیتے ہیں کہ اس طرح ہم پر زیادہ اعتماد کریں گے یوں وہ کالی بھیڑیں بن کر لوگوں کو شعائر اسلام سے متنفر کرتے اور لوگوں کو ڈسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ نے داڑھی تو رکھی ہے لیکن کیا آپ اس کی بدنامی کا سبب تو نہیں بن رہے آپ نے پنجگانہ نماز تو شروع کر دی لیکن فویل للمصلین کی صف میں آ کر آپ کی نماز آپ کے لیے بربادی کا سامان تو نہیں بن رہی، لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھے ہیں داڑھیوں والے نمازی فلاں جگہ فلاں جرم میں ملوث پائے گئے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

آپ نمازی ہیں تو ایسے مثالی بن کر دکھا دیں کہ لوگ آپ کی دید کے منتظر نظر آئیں، آپ اپنی دکان، فیکٹری اور کارخانے میں بیٹھ کر اس بات کو نہ بھولیں کہ لوگ میرے جھوٹ اور مکاری سے متنفر ہو کر دین سے کتنا دور چلیں جائیں گے، اپنے کردار و گفتار پر نماز کو غالب کر دیں۔

نماز کردار سنوارتی ہے، چہرے پر نور لاتی ہے، گھروں میں سکون وبرکت لاتی ہے، شخصیت میں وقار پیدا کرتی ہے، سچائی اور خودداری کا راستہ دکھاتی ہے، عزت وعظمت عطا کرتی ہے، رب اور لوگوں کے نزدیک معزز بناتی ہے، انسانیت سے پیار سکھاتی ہے، نماز گورے کالے، شاہ وگدا قوم، قبیلے، محتاج وغنی، رنگ ونسل، حاکم ومحکوم کا فرق مٹا کر مساوات کا درس دیتے ہوئے محمود وایاز کو ایک ہی صف میں کھڑا کرتی ہے۔

نظروں میں حیاء پیدا کرتی ہے، کانوں میں حق کی شنوائی کا ذوق پیدا کرتی ہے، زبان کو راست گوئی سکھاتی ہے، پیٹ کو حرام مال کا سٹور نہیں بننے دیتی، ہاتھوں کو آہنی نہیں بلکہ شفقت ومحبت کا دائرہ بناتی ہے، چہرے پر اخلاق ومسرت کی مسکراہٹیں بکھیرتی ہے، بڑے اور چھوٹے کی تمیز سکھاتی ہے، عفت وعصمت کا محافظ بناتی ہے اور نماز عاجزی، انکساری، زہد وورع اور خشیت الٰہی سے مالا مال کرتی ہے، کیا آپ ایسے نمازی ہیں؟؟

بقیہ: درس حدیث

شیطان ازلی طور پر انسان کا دشمن ہے وہ اسے گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ انسان کے پیدا ہوتے ہی وہ اسے مس کرنے اور فطرت اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتا ہے، اسی لیے شریعت مطہرہ نے بچے کے کان میں اذان کہنے کا حکم دیا ہے تاکہ ایک نومولود شیطانی اثر سے محفوظ رہ سکے، معاشرہ چونکہ افراد سے تشکیل پاتا ہے اور جب کسی معاشرے کے افراد شیطانی اثر قبول کریں گے تو لامحالہ اس معاشرے میں فتنہ وفساد ہوگا۔ معاشرے کو فتنوں سے محفوظ اور پُرامن اسی وقت بنایا جاسکتا ہے جب وہ شیطان کے زیر اثر نہ رہے، شیطانی اثر زائل کرنے کے لیے ہمیں مختلف اشیاء بتلائی گئی ہیں اذان ان میں سے ایک ہے۔ مہذب، اسلامی معاشرے میں اذان کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اسے اسلامی شعار قرار دیا گیا ہے۔

بڑا کردار، بڑا انقلاب

عبدالماجد بھانی

حضور اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ کو نبوت عطا کی گئی، نبوت عطا کرنے کے بعد مشن یہ سونپا گیا کہ ایسے لوگوں کی راہنمائی کرنی ہے جن کی اخلاقی حالت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی شجاعت وجرأت کا نشانہ اپنے ہی لوگوں کو بنا رکھا ہے، بے کاری اور کاہلی نے جوا اور شراب کی عادت اُن میں پیدا کر دی ہے۔ فحش کارناموں میں بہت مشہور ہیں، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر اونٹوں کو پانی پلانے پر جھگڑا شروع ہوتا ہے تو آنے والی نسلیں ایک دوسرے سے بدلے لیتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ جیسی بے جا قتل انسانی، راہزنی تصرف، ناجائز جوا اور شراب نوشی گویا اخلاق کی تمام دیواروں کو گرا کر معاشرے میں جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔

مذہبی حالت یہ ہے کہ ہر قبیلے کا الگ الگ دین تھا۔ دین ابراہیمی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن تعلیمات ابراہیم علیہ السلام کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ خدا کی ہستی کا اقرار جزا وسزا کا تصور، نیک وبد کے نتائج مرتب ہونا ان کے نزدیک قابل تمسخر خیال کیا جاتا ہے، ان جملہ عیوب کی وجہ سے ان کا مذہب باطل تخیلات کی برائیوں کا مجموعہ ہے۔ علمی حالت یہ کہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہیں ہے گنتی کے دس بارہ آدمی پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔ اونٹ چرانا، لڑائی جھگڑا کرنا، شعر وشاعری میں ایک دوسرے کی ہجو کرنا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اپنی ذہانت کو فضول کاموں میں ضائع کرنے میں مصروف ہیں گویا کہ ذہنی طاقتیں اعلیٰ سے ادنیٰ ترین مقاصد کے حصول میں لگی ہوئی ہیں یوں سمجھ لیں کہ شیر کی قوت خرگوش کے شکار میں ضائع ہو رہی ہے۔

معزز قارئین! آپ ﷺ کو ان لوگوں کو تبدیل کرنے کا مشن سونپا گیا جن کی سیاسی، عملی، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی حالتیں بدتر سے بدترین ہیں جن میں تہذیب وتمدن نام کی کوئی چیز نہیں پھر دنیا والے حیران رہ گئے کہ وہی عرب کے بدو جن کو زندگی گزارنے کا طریقہ اور سلیقہ نہیں آتا تھا وہ اعلیٰ ترین اوصاف کے مالک بن گئے۔ وہی عمرؓ ہیں کہ جن سے قبول اسلام سے پہلے اونٹوں کا ریوڑ کنٹرول نہیں ہوتا تھا لیکن اب 22 لاکھ مربع میل کی حکومت بڑے مثالی انداز میں چلا رہے ہیں، پھر ذہن میں سوال اُبھرنے لگے کہ ایسا انقلاب کے دشمن بھی تعریف کرنے لگیں، قبائلی تعصب محبت میں بدل جاتے، کالے اور گورے کا فرق ناپید ہو جائے، غلام اور آقا ایک ہی دسترخوان پر نظر آئیں اور جن بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا رہا ان سے باپ کی محبت بڑھنے لگ جائے، تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ایک معبود حقیقی کی عبادت میں لگ جائیں۔ چور اور ڈاکو محافظ بن جائیں اور انصاف کا ہر طرف چرچا ہو، ایسا انقلاب کیسے ممکن ہے؟

محترم قارئین! مجھے اس سوال کا جواب اُس وقت ملا جب میں نے سیرت کا مطالعہ کیا، نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے بڑے انقلاب کے لیے بڑے کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کا جتنا اعلیٰ کردار ہوگا اتنا ہی بڑا آپ معاشرے میں انقلاب برپا کریں گے۔ آپ کے کردار کی خوبصورتی لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دے گی، آپ کی زبان کے سخت جملے آپ کے کردار کو متاثر کریں گے اور آپ کی دعوت کو بھی۔ لیکن آج صد افسوس کہ! اہل مکہ میں قبل از اسلام جتنی برائیاں تھیں وہ ہمیں معاشرے میں چار سُو نظر آ رہی ہیں لیکن اس معاشرے میں بڑے کردار والا نظر نہیں آ رہا، آپ کے اس انقلاب کی وجہ وہ خوبیاں تھیں جن کو ہم آج اپنی زندگی میں نہیں لا سکے اس لیے نہ ہم اعلیٰ کردار دکھا سکے اور نہ ہی بڑا انقلاب لا سکے، اگر آج بھی ہم میں وہ خوبیاں پیدا ہو جائیں تو ہم کافی حد تک لوگوں کی اصلاح میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ایمان کی مضبوطی

اگر آپ کے پاس ایمان ہے تو گھبرائیے مت، دریا آپ کو خشک راستہ دیں گے، گھوڑے دریا میں مچھلیوں کی طرح چلیں گے، جنگل کے درندے آپ کے پہرہ دار بن جائیں گے لیکن یہ صرف اس وقت ہوگا جب آپ کا اللہ پر یقین مضبوط ہوگا، پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو زیر نہیں کر

سکے گی۔حضورﷺ نے اتنا بڑا انقلاب ایمان کی بنیاد پر برپا کیا یہی وہ پہلی خوبی تھی کہ مکے کا پورا معاشرہ دشمن بن کر جان لینے کے درپے ہے،لیکن آپ کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔

اچھا اخلاق

ایمان کے بعد اخلاق کا اچھا ہونا دوسری خوبی ہے جو لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کرتی ہے اور اس سے آپ لوگوں کے دل جیت سکتے ہیں آپ کے چہرے کی مسکراہٹ زخمی دلوں کے لیے مرہم شفاء ثابت ہو سکتی ہے،آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں جب سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا گیا تو جواب ملا: **فان خلق رسول اللہ کان القرآن** ''آپ ﷺ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا''(سنن ابی داؤد)

پہلی وحی میں پریشانی کے عالم میں جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ خدیجہؓ نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ اے اللہ کے رسول!اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ قرابت داروں کا حق پورا کرتے ہیں،مقروضوں کا قرض ادا کرتے ہیں،غریبوں کی مدد کرتے ہیں،مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں،حق کی طرف داری کرتے ہیں اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔(بخاری)

عملی نمونہ

تیسری خوبی جس کی وجہ سے آپ نے خطہ عرب میں بہت بڑا انقلاب پیدا کیا۔محض 23 سال کے عرصہ میں معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کر دیا کیونکہ آپ خود عملی نمونہ تھے۔آپ ﷺ صحابہؓ کو جس کام کا حکم دیتے وہ پہلے خود کرتے تھے۔صدقات وخیرات اور زکوٰۃ کا حکم دیا تو اپنا گھر خزانوں سے نہیں بھرا بلکہ لوگوں کو دل کھول کر عطا کرتے تھے اس لیے فرمایا تھا کہ ابوذرؓ اگر اُحد پہاڑ سونے کا بن جائے تو میں پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور ان میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہ جائے،البتہ یہ کہ کسی کے قرض کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں۔(صحیح بخاری) غزوہ خندق کی کھدائی جاری تھی کہ ایک صحابیؓ نے آپ کی خدمت میں پیش ہو کر فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ اس پر ایک پتھر بندھا ہے، آپ ﷺ نے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔(جامع ترمذی)

نبی رحمت ﷺ سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے باغ میں تشریف لائے وہ نخلستان سے کھجوریں توڑ کر لائے اور کھانے کا سامان کیا،کھانا جب سامنے آیا تو آپ ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا:یہ فاطمہ کو بھجوا دو،میری بیٹی نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا۔(ابن حبان)

سیدہ فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا جو کہ سیدنا علیؓ نے دیا تھا تو فرمایا:اے فاطمہ!لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ محمد کی بیٹی نے گلے میں آگ کا طوق ڈالا ہے۔فاطمہؓ نے اُسی وقت یہ ہار بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کیا(مستدرک حاکم) بڑے انقلاب کے لیے خواہشات کی قربانی دینا پڑتی ہے اور عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔

عاجزی

آپ ﷺ کے کردار میں چوتھی خوبی یہ تھی کہ آپ کے کردار میں عاجزی تھی،اگر آج ہم بھی اپنی طبیعت میں عاجزی پیدا کریں،غرور اور تکبر کی بیخ کنی کریں تو آج بھی انقلاب آ سکتا ہے اور اس سے ہماری عزت میں اضافہ بھی ہوگا اور دل کی تسکین بھی ملے گی۔جب ہم سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی عاجزی کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔فتح مکہ کا موقع ہے،آپ ﷺ دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ ہم مکہ میں داخل ہو رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں آپ فتح مکہ کے دن شہر میں داخل ہو رہے ہیں،خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ آپ کی تھوڑی بالان کے اگلے حصے سے چھو رہی تھی۔(مسند احمد) آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کو بھی بلند کرنے کا حکم نہیں دیا۔ایک شخص آیا اُس نے آپ ﷺ سے کہا:یا خیر البریہ اعلیٰ ترین خلق تو آپ ﷺ نے فرمایا: **ذاك ابراهيم** یہ شان تو ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔(بخاری)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک شخص پر آپ کی ہیبت کی وجہ سے لرزہ طاری ہو گیا،آپ ﷺ نے فرمایا:کچھ پرواہ نہ کر،میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی ایک عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھایا

کرتی تھی۔(مستدرک حاکم)

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

توضع تکن کالنجم لاح مناظر
علی صفحات الماء وھو فیع

''عاجزی اختیار کرو، تم تارے کی طرح ہو جاؤ گے جس کا عکس دیکھنے والے کو پانی کی سطح پر نظر آتا ہے جبکہ وہ تارا بہت بلند ہوتا ہے۔''

ولا تك كالاخان بعلو بنفسه
علی طبقات الجود وھو وضیع

''دھواں مت بنو جو فضاء کی پہنائیوں میں اپنے آپ کو بلند کرتا ہے اس کے باوجود حقیر ہی ہوتا ہے۔''

حدیث نبوی ہے: جو کسی کے لیے اللہ کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ بلند کرتا ہے اور کسی کو اللہ کی رضا کے لیے معاف کردینے سے اللہ انسان کی عزت میں اضافہ فرمادیتے ہیں۔(صحیح مسلم)

لوگوں کی قدر کرو

مشہور مقولہ ہے ''کسی کو قدر دو گے تو قدر پاؤ گے۔'' آپ ﷺ نے جو عرب میں انقلاب برپا کیا اُس میں آپ کے کردار کی پانچویں خوبی یہ تھی کہ آپ بلاتفریق ہر کسی کو عزت واحترام دیتے تھے لیکن آج مسلمانوں نے صرف چند لوگوں کو فوقیت دے دی ہے اور باقی لوگ ہماری نگاہوں میں حقیر بن گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا بلال ؓ سے فرمایا: جو آزاد کردہ غلام تھے، رنگ کے کالے تھے، موٹے موٹے ہونٹ تھے، بلال ؓ میں نے تیرے قدموں کی آہٹ کو جنت میں سنا ہے۔ سیدنا جلیبیب ؓ جو کہ ایک غریب شخص تھے اور خوبصورت شکل وصورت کے مالک بھی نہ تھے جب جلیبیب نے کہا اللہ کے رسول! آپ میری شادی کی بات کر رہے ہیں، آپ کو میری زیادہ قیمت نہیں ملے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں ہو۔ جب جلیبیب ؓ شہید ہوئے تو صحابہ ؓ اپنے پیاروں کو تلاش کر رہے تھے اور لاشوں کو ڈھونڈ رہے تھے تو آپ ﷺ جلیبیب ؓ کو ڈھونڈ رہے تھے۔(بخاری ومسلم)

جب آپ ﷺ نے بنو طے قبیلے پر لشکر کشی فرمائی تو حاتم طائی کا بیٹا عدی حاتم بھاگ گیا، واپس آیا تو آپ ﷺ نے گھر لے جا کر اپنا گدا مبارک عدی کو دیا اور عدی کو گدے پر بٹھایا اور خود بغیر گدے کے زمین پر بیٹھ گئے۔(بخاری)

ایک زاہر نامی صحابی جو ایک بادیہ نشین تھا اور آپ کے لیے دیہات کی سوغات لاتا تھا تو آپ اس کو مدینے کی کوئی نہ کوئی سوغات دیتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مدینے میں پسینے سے شرابور کھڑا تھا، آپ ﷺ نے پیچھے سے آ کر بازوؤں میں لیا اور فرمایا: یہ غلام کون خریدے گا؟ بطور مزاح آپ ﷺ بار بار فرما رہے تھے کہ یہ غلام کون خریدے گا۔ زاہر ؓ جو اپنی حالت زار سے بخوبی واقف تھے، شگفتگی سے بولے، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم تب تو آپ کو میری زیادہ قیمت نہیں ملے گی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو بلکہ اللہ کے نزدیک تم بہت قیمتی ہو (مسند احمد)

آپ ﷺ نے جلیبیب ؓ اور زاہر ؓ دونوں کے یہ جملے سن کر کہ ''میری زیادہ قیمت نہیں ملے گی'' فوراً ان کو عزت دی اور فرمایا: تم اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہو۔ اس لیے یاد رکھیں معاشرے کے غرباء ومساکین اور متوسط طبقے کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر اور اُن کی دل آزاری کر کے نہ آپ اُن کے دل جیت سکتے ہیں اور نہ ہی آپ معاشرے میں کوئی انقلاب لا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی یہ خوبی تھی کہ آپ ان لوگوں کو قدر دیتے تھے جو اپنے آپ کو معاشرے میں کمزور سمجھتے تھے۔ دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اُس وقت تک نہیں پیا تھا جب تک اصحاب صفہ کو نہیں پلایا تھا۔(مسلم) اصحاب صفہ وہی غریب اور مسافر صحابہ تھے جو مسجد نبوی کے ایک چبوترے پر مقیم تھے اور اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

لوگوں کو معاف کرنا

اگر آپ تبدیلی چاہتے ہیں تو لوگوں کو معاف کرنا سیکھیں، یہی طریقہ مصطفوی انقلاب کا ہے۔ اپنے معاشرے سے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا فارمولا ختم کریں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی زندگیوں کو

تبدیل کرنے کے لیے یہ چھٹا فارمولا اپنایا کہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے اور معاشرے کی اصلاح کے لیے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کی بابت کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ (بخاری) غزوۂ اُحد میں آپ ﷺ شدید زخمی ہو گئے اور گر پڑے، صحابہ کرامؓ نے کہا اے اللہ کے رسول! ان کافروں کے لیے بددعا کریں تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ اے خدا! میری قوم کو ہدایت نصیب فرما، یہ مجھے نہیں جانتے۔ (الشفاء از قاضی عیاض)

ہبار بن اسود آپ کی بیٹی زینب کا قاتل تھا، آپ نے اس کو بھی معاف فرما دیا تھا۔ (المغازی للواقدی 281/2) ابوسفیان جو بدر، اُحد اور خندق وغیرہ کی لڑائیوں کا سرغنہ تھا اور اُحد میں فتح کے نعرے لگا رہا تھا لیکن فتح مکہ کے موقع پر نہ صرف آپ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا بلکہ اعلان بھی فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو بھی امن دیا جائے گا۔

(سیرت ابن ہشام)

ہندہ جس نے نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ تک چبالیا تھا آپ ﷺ نے اس کو بھی معاف فرما دیا۔ (بخاری)

وحشی جو کہ حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا، یہ بھی آپ کے سامنے موجود ہے آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہیں اور فرمایا: وحشی جاؤ، میرے سامنے نہ آیا کرو چچا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) ابوجہل کا بیٹا عکرمہ فتح مکہ کے موقع پر بھاگ گیا، واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید اے مہاجر سوار!۔ (ترمذی)

سیرت کی کتابوں میں بے شمار واقعات آپ کے عفوو درگزر کے بارے میں موجود ہیں۔ معزز قارئین کرام آپ انقلاب لا سکتے ہیں، آپ لوگوں کے دل جیت سکتے ہیں، اگر آپ میں مندرجہ بالا خوبیاں موجود ہوں۔ انقلاب گالی کا جواب گالی سے دینے یا اینٹ کا جواب پتھر سے دینے سے نہیں بلکہ کوڑا پھینکنے والے کی عیادت کرنے، پتھر کھا کر دعائیں دینے اور جو کی سوکھی روٹی کھا کر جواہر لٹانے سے آتے ہیں۔

□□□

بقیہ: شیعہ سنی تصادم کیوں اور تدارک کا لائحہ عمل

علامہ خمینی کی جلاوطنی کے ایام میں اُن کے کام آئے۔ انھوں نے شیعہ و دیگر اسلامی فرقوں کے مابین گروہی اختلاف کی بیخ کنی کے لیے ''الشیعہ و التصحیح'' تحریر کی جو عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں شیعہ سنی نظریاتی اختلاف کی شدت کو راہ اعتدال پر لانے کیلئے مؤثر اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے چنانچہ ہفت روزہ میگزین اور ماہنامہ ڈائجسٹ میں اس کا ترجمہ قسط وار شائع کریں۔ مزید برآں ملی یکجہتی کونسل یا دیگر کوئی ادارہ اسے لاگت قیمت پر کتابی صورت میں شائع کر کے فروخت کا اہتمام کرے تو اس سے یقیناً شیعہ سنی اتحاد میں مثبت اور تعمیری انداز میں پیش رفت ہو سکتی ہے۔

اہل بیت عظام اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی حرام ہے۔ حکومت علماء اور قانونی ماہرین کو اعتماد میں لے کر اس کی سزا متعین کرے جس پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے تاکہ مذہبی تصادم کا فتنہ زمین میں دفن ہو جائے۔ شیعہ سنی مذہبی تصادم کے بنیادی سبب اور تدارک کے چند بنیادی پہلوؤں پر اظہار خیال کیا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ علماء کے مشورے سے حتمی لائحہ عمل تیار کرے جس کو قانونی شکل دینے سے صیہونی تنظیم کی نظریاتی جنگ کے شعلوں کو بجھایا جا سکتا ہے۔ امت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کے فارمولے سے وطن عزیز میں پائیدار امن و استحکام قائم ہو جائے گا اور صیہونی ورلڈ آرڈر کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تربیتی نشست

گذشتہ دنوں جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں حافظ عبدالغفار روپڑی کی زیر صدارت جامعہ کے اساتذہ کا ایک اہم اجلاس ہوا، جس میں جامعہ کے تعلیمی امور کا بالخصوص جائزہ لیا گیا اور اس کے ساتھ یہ طے پایا کہ ہر ماہ ایک روزہ تربیتی نشست منعقد ہوا کرے گی جس میں ملک کے نامور شیوخ الحدیث اور سکالرز حضرات اصلاح و تربیت کے عنوان پر گفتگو فرمایا کریں گے۔ انشاء اللہ

(منجانب: قاری محمد حنیف مدنی مدیر الامتحانات جامعہ اہلحدیث لاہور)

فیشن (عبداللہ امانت محمدی)

فیشن کے معنی طور طریقہ، انداز اور وضع قطع کے ہیں۔ بناؤ سنگھار اچھی چیز ہے اور اسلام نے اس کی اجازت دی ہے لیکن اگر کتاب و سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائے تو ہی بہتر ہے۔ عورت کی زیب و زینت اس کے شوہر کا حق ہے۔ مرد و زن اپنے آپ کو صاف اور خوبصورت رکھنے کے لیے متعدد اشیاء استعمال کر سکتے ہیں مگر آج کل کے لڑکے اور لڑکیوں نے ناجائز فیشن شروع کر لیے ہیں، جو مال، وقت اور صلاحیت کا ضیاع ہے۔ انسان کی خوبصورتی کے لیے شرعی بناؤ سنگھار ہی کافی ہے، اللہ فرماتے ہیں: ''اے آدم! کی اولاد ہم نے تمھارے لیے لباس پیدا کیا جو تمھاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے'' (الاعراف :26) آپ پُروقار اور ڈھیلا ڈھالا لباس جو تنگ نہ ہو پہن سکتے ہیں اور عورت، اپنے شوہر کے لیے بہتر کپڑے پہن سکتی ہے۔ بال دھوئیں، تیل لگائیں، کنگھی کریں اور اگر بال سفید ہیں تو مہندی بھی لگا سکتے ہیں۔ مسواک یا منجن سے دانتوں کو خوبصورت اور مضبوط بنائیں، آنکھوں میں سرمہ ڈالیں، اچھے جوتے پہنیں اور ناخن تراشیں، جب ہم کتاب و سنت کے مطابق اپنا فیشن بنا لیں گے تو امن و سکون ہمارا مقدر بن جائے گا لیکن ہمارے معاشرے میں ایسا فیشن رواج پا رہا ہے جو ممنوع ہے۔ تنگ، مختصر اور باریک لباس پہننا ٹھیک نہیں۔ مردوں کا عورتوں اور خواتین کا مردوں جیسا لباس پہننا یا حلیہ اپنانا اور مصنوعی بال لگانا جائز نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والوں اور لگوانے والیوں پر اور گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔'' (بخاری: 5933) غیر ضروری فیشن کے کثیر التعداد نقصانات ہیں۔ عورتیں بناؤ سنگھار دوسروں کو دکھانے کے لیے پردہ نہیں کرتیں، جلدی بیماریاں الرجی، بالوں کا گرنا اور ناخن بڑھانے سے جراثیم جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ مال و زر بھی ضائع ہوتا ہے، مثلاً: مصنوعی پلکیں، ناخن اور بال جلد ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ پاؤڈر، لپ اسٹک اور لوشنز بار بار خریدنے پڑتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: ''اور خوب کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (الاعراف: 31) وقت، صحت، مال اور صلاحیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہے، اگر ہم انھیں بے کار کاموں میں استعمال کریں گے تو ہم اللہ پاک کے ہاں گنہگار ہوں گے، جو فیشن لازمی نہیں اسے ترک کر دیں اور اپنی زندگی کو خوشگوار بنائیں۔

قرآن و حدیث نے ہمیں خوبصورت اور صاف رہنے کے لیے نئے طریقے بتائے ہیں اور اگر ہم ان پر عمل کریں تو حسین و جمیل بن جائیں لیکن لوگ یورپی کلچر کی ظاہری چمک دمک دیکھ کر اسے اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فضول فیشن کا دنیا و آخرت میں صرف خسارہ اور گھاٹا ہے۔

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

از: ابوطلحہ بن ثناء اللہ مجاہد گھی والا

تُو مصنف بے مثل تو خطیب عالم گیر تھا	تو قول و عزم کا پختہ قائد بے نظیر تھا
کتاب و سنت کا داعی توحید کا شیدائی	باطل کے سامنے ظاہر حق کی لکیر تھا
تھا مشن تیرا نفاذ اسلام دیں کا پیغام	عزم تیرا مسلم امہ کی بنیادی تعمیر تھا
ہو جائے کتاب و سنت دستور پاک کا	اسی منہج صراط مستقیم کا تو سفیر تھا
کاٹ دیا جس نے باطل کے سب زاویوں کو	راہِ حق کی تو وہ بے نیام شمشیر تھا
نہ ڈر تھا تجھ کو وقت کے حکمرانوں کا	ڈر تھا اک خدا کا جس کے در کا تو فقیر تھا
مفاد پرست نہ تھا دو رنگی نہ تھی تجھ میں	ضمیر فروشوں سے تو نہ ہوتا بغل گیر تھا
موت کی آغوش میں جا کے سوگیا تو بھی	کام تھا ابھی باقی مگر فیصلہ تقدیر تھا
مجاہد یہی تو ہیں وہ واضح اوصاف مومن	جن سے متصف علامہ احسان الٰہی ظہیر تھا

جماعتی خبریں

تقریب بخاری وسالانہ اہلحدیث کانفرنس

جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور کے اساتذہ وانتظامیہ کا ایک اہم اجلاس زیرامارت مدیرالجامعہ شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ منعقد ہوا، جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سالانہ اہلحدیث کانفرنس و تقریب بخاری 30 مئی روز ہفتہ بعداز نماز ظہر تارات گئے تک جامعہ میں منعقد ہوگی، جس میں مسلک کے نامور علماء وخطباء خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(حافظ محمد حنیف مدنی مدیرالامتحانات جامعہ اہلحدیث لاہور)

تصحیح

گذشتہ شمارے میں خبر شائع ہوئی تھی کہ جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ وشوریٰ کا اجلاس 23 مارچ بروز سوموار منعقد ہوگا لیکن اب یہ اجلاس 22 مارچ بروز اتوار کو صبح 9 بجے انعقاد پذیر ہوگا۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔ شکریہ (ادارہ)

تبلیغی رپورٹ

ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث حافظ محمد رفیق طاہر شب وروز دعوت وتبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔ آپ نے 13 فروری کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد طیبہ لوئی بیر اسلام آباد میں پڑھایا، آپ مولانا عبدالرزاق السلفی المدنی، پروفیسر سیف اللہ خالد، مولانا حافظ محمد صدیق، پروفیسر طلعت شیخ مدنی کے ہمراہ جب مسجد میں تشریف لائے تو احباب جماعت نے احسن طریقے سے استقبال کیا۔ آپ نے حرمت رسول ﷺ کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت ایمان کا حصہ ہے اور جو کوئی آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرے اس کی سزا قتل ہے۔ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کرے۔

اسی روز بعداز نماز عصر ومغرب جامع مسجد محمدی اہلحدیث پی ڈبلیو اسلام آباد میں آپ نے اخلاق مصطفی ﷺ کے عنوان درس دیتے ہوئے کہا کہ اخلاق آپس اُلفت ومحبت کا بہترین ذریعہ ہے بلکہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

علاوہ ازیں 14 فروری بعداز نماز فجر جامع مسجد محمدی النور کالونی راولپنڈی میں آپ نے تربیت محمدی پر شاندار خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء وخطباء کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کی بجائے عوام الناس کو افہام وتفہیم سے مسائل سمجھائیں اور نوجوان خطباء صرف خطبات پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ صحیح کتب احادیث کا مطالعہ کرکے پوری تحقیق سے عوام الناس کو نور توحید وسنت سے منور فرمائیں۔

ناظم تبلیغ صاحب کے یہ مثالی پروگرام الحمدللہ بہت کامیاب رہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ منتظمین اور احباب جماعت کی محنتوں کو قبول فرماکر ان کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

(منجانب: قاری عبدالحمید خطیب جامع مسجد طیبہ لوئی بیر اسلام آباد)

ربانیوں کا اجتماع

حفظ وتجوید وقرأت کی معیاری درسگاہ ربانیہ اسلامک سنٹر گوجرانوالہ میں گذشتہ دنوں بعد نماز عصر ششماہی امتحانات کے بعد رزلٹ کے موقع پر ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ جس کا آغاز قاری عثمان یعقوب اور قاری عدنان شفیق نورپوری کی تلاوتوں اور مولانا منظور احمد کے صاحبزادے حافظ محمد خان نجیب کی نعت سے ہوا، پھر مولانا حکیم عثمان بشیر سعیدی نے ششماہی امتحانات کے نتائج کا اعلان کیا۔

بعدازں شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالحمید ہزاروی نے اہمیت مساجد ومدارس اور خلوص نیت سے کیے جانے والے اعمال کے فضائل پر شاندار خطاب فرمایا جس سے علماء وعوام خوب محظوظ ہوئے اور سب کی زبان پر یہ جملہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس دارے کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین

(راقم: قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری مدیر ربانیہ اسلامک سنٹر گوجرانوالہ)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE